عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۳۳ | ۹ تا ۱۶ شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵ جون ۲۰۱۴ء | شمارہ: ۲۲

شبِ برأت

فضائل اور اس رات کی بدعات و رسومات

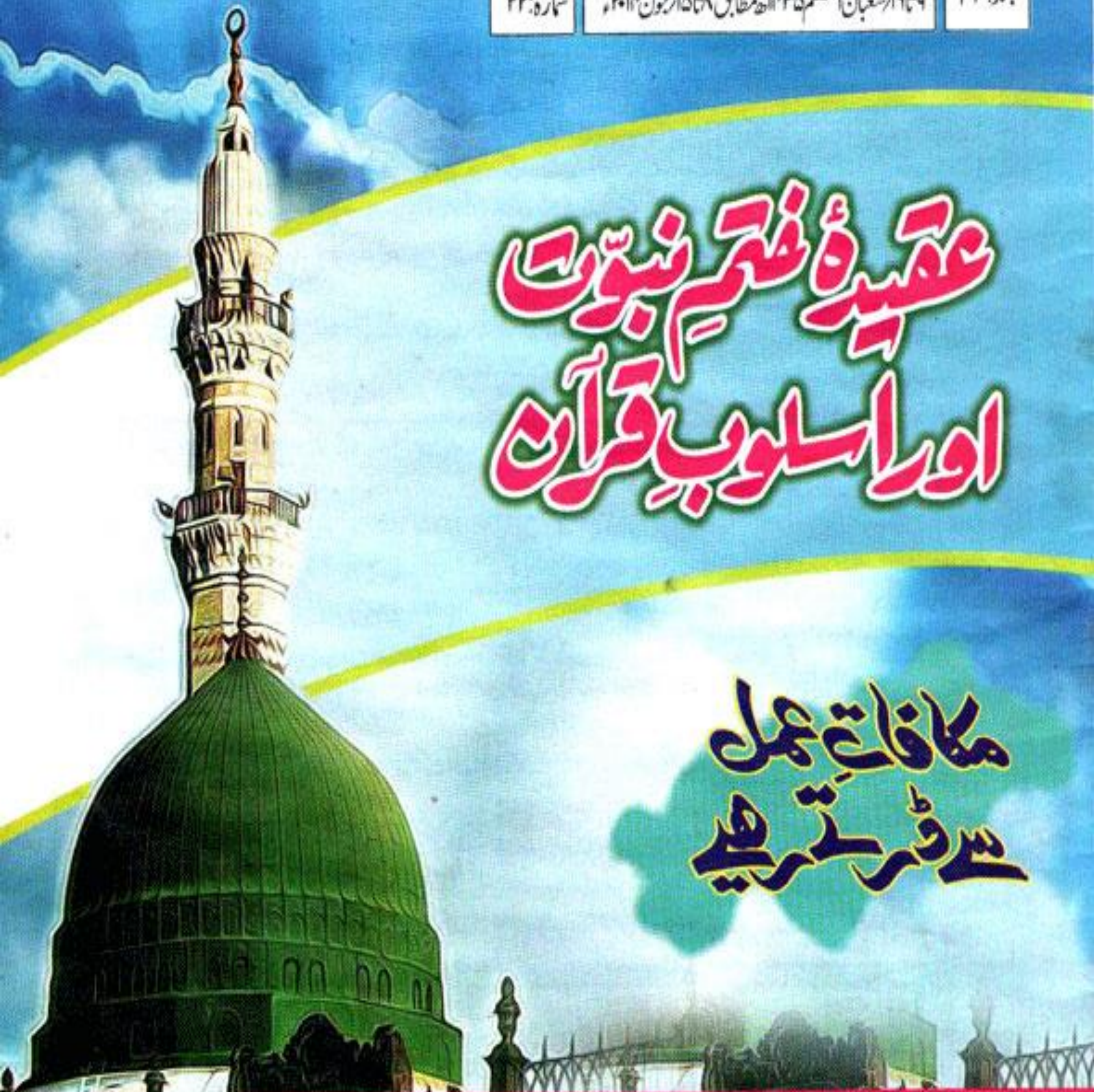

عقیدۂ ختمِ نبوت اور اسلوبِ قرآن

مکافاتِ عمل سے ڈرتے رہیے

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

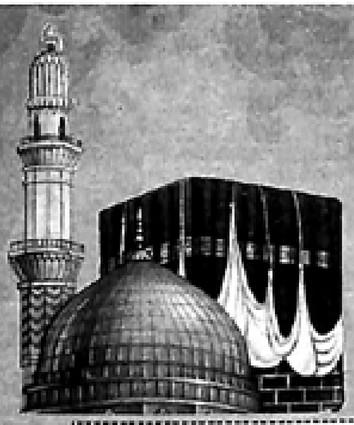

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

محرم اور نامحرم رشتوں کی تفصیلات

س:...... گزارش یہ ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات قرآن وسنت کی روشنی میں دے کر مشکور فرمائیں:

ا:... دودھ کے اور خون کے رشتے کون کون سے ہوتے ہیں؟

۲:... کون کون سے مرد نامحرم ہوتے ہیں اور کون کون سی عورتیں نامحرم ہوتی ہیں؟

۳:... کن کن عورتوں سے نکاح شادی جائز ہے یعنی حلال ہے اور کن کن عورتوں سے شادی یعنی نکاح حرام ہے، یعنی ناجائز ہے؟

ج:...... شرعاً ہر وہ مرد اور عورت ایک دوسرے کے لئے نامحرم اور اجنبی ہیں، جن کا آپس میں زندگی بھر کسی بھی مرحلہ میں نکاح کرنا جائز ہو اور جن مردوں اور عورتوں کا آپس میں ہمیشہ کے لئے زندگی کے کسی بھی لمحہ میں نکاح کرنا جائز نہ ہو تو وہ ایک دوسرے کے لئے محرم کہلاتے ہیں، محرمات کی تفصیل حسب ذیل ہے:

ا:... مرد کے اصول (یعنی جن سے یہ پیدا ہوا ہے) جیسے ماں، نانی، دادی وغیرہ۔

۲:... مرد کے فروع (یعنی جو ان سے پیدا ہوئے ہیں) جیسے بیٹی، پوتی، نواسی وغیرہ۔

۳:... اصل قریب کی فروع یعنی بہن، بھانجی، بھتیجی وغیرہ۔

۴:... اصل بعید کی صلبی اولاد: جیسے خالہ، پھوپھی وغیرہ۔

۵:... رضاعی ماں اور اس کی اولاد، رضاعی بہن اور اس کی اولاد، رضاعی ماں کے اصول: جیسے نانی، دادی وغیرہ، بیوی کی ماں (یعنی ساس صاحبہ) نانی، دادی، مدخولہ بیوی کی بیٹی، پوتی، نواسی، باپ دادا کی بیوی، بیٹے، پوتے، نواسے کی بیویاں، مزنیہ کے اصول وفروع، مشرکہ، کافرہ اور مرتدہ عورت شرعاً ان تمام عورتوں سے شادی کرنا ہمیشہ کے لئے ممنوع اور حرام ہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ عورتوں کے علاوہ بعض عورتیں وہ بھی ہیں جن سے بعض مخصوص حالات میں نکاح کرنا حرام ہے، اگر وہ حالات نہ رہیں تو ان عورتوں کی حرمت باقی نہیں رہے گی، مثلاً جیسے بیوی کی بہن یعنی سالی یا بیوی کی پھوپھی، خالہ وغیرہ اس وقت تک حرام ہیں، جب تک بیوی شوہر کے نکاح میں ہے، اگر بیوی مرجاتی ہے یا اس کو طلاق ہوجاتی ہے تو عدت گزر جانے کے بعد ان عورتوں کی حرمت باقی نہیں رہے گی بلکہ ان میں سے کسی سے بھی نکاح کرنا جائز ہوگا، اسی طرح اگر کسی شخص کے نکاح میں بیک وقت چار بیویاں موجود ہوں تو کسی پانچویں عورت سے نکاح کرنا اس کے لئے حرام ہے، لیکن اگر ان میں سے کوئی ایک مر جائے یا اس کو طلاق ہوجائے تو اس کی عدت گزرنے کے بعد اس پانچویں عورت سے شادی کرنا اب اس کے لئے حرام نہ ہوگا، اگر یہ شخص چاہے تو اس سے نکاح کرسکتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا. (النساء:۲۳)

ایضاً: اسباب التحریم انواع: قرابة ومصاهرة، رضاع، جمع، ملک، شرک، ادخال امة علی حرة، فهی سبعة... وتعلق حق الغیر بنکاح اوعدة ذکرهما فی الرجعة، حرم علی المتزوج ذکراً کان او انثیٰ نکاح اصله وفروعه علا او نزل، وبنت اخیه واخته وبنتها ولو من زنیٰ وعمته وخالته فهذه السبعة مذکورة فی آیة حرمت علیکم امهاتکم... ویدخل عمة جده وجدته وخالتهما الاشقاء... (الدرالمختار، ص:۲۸ تا ۲/۳۰ باب المحرمات) (قوله: قرابة) کفروعه وهم بناته وبنات اولاده وان سفلن واصوله وهم امهاته وامهات امهاته وآبائه وان علون وفروع ابویه وان نزلن فتحرم بنات الاخوة والاخوات وبنات اولاد الاخوة والاخوات وان نزلن وفروع اجداده وجداته ببطن واحد فلهذا تحرم العمات والخالات (قوله مصاهرة) کفروع نسائه المدخول بهن وان نزلن وامهات الزوجات وجداتهن بعقد صحیح وان علون وان لم یدخل بالزوجات وتحرم موطوءات آبائه واجداده وان علوا ولو بزنی الخ. (قوله رضاع) فیحرم به مایحرم من النسب الا ماستثنیٰ کما سیاتی فی بابه (قوله جمع) ای بین المحارم کاختین ونحوهما او بین الاجنبیات زیادة علی اربع.) (ردالمختار صفحه بالا، باب المحرمات کتاب النکاح طبع سعید). واللہ عالم بالصواب.

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۳ ۹تا۱۶ر شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ مطابق ۸تا۱۵ر جون ۲۰۱۴ء شمارہ:۲۲

اس شمارے میں!

مکافاتِ عمل سے ڈرتے رہئے!	۳	محمد اعجاز مصطفیٰ
شب برأت: فضائل اور اس کی بدعات و رسومات	۷	مفتی محمد راشد ڈسکوی
نماز..... مومن کی معراج (۲)	۱۲	ڈاکٹر عبدالحی عارفی
ایک ہفتہ حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں (۱۲)	۱۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
کرسی پر نماز کے مسائل (۳)	۱۹	مفتی عبدالرؤف سکھروی
عقیدۂ ختم نبوت اور اسلوبِ قرآن	۲۲	مولانا عبدالرؤف
قادیانی کلمہ کی حقیقت!	۲۵	ڈاکٹر دین محمد فریدی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفی

مکافاتِ عمل سے ڈرتے رہیے!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

عالم کفر نے دنیا اور نئی ایجادات پر اتنا محنت اور کوشش کی ہے کہ وہ آج مسلم، غیر مسلم، چھوٹے بڑے، مرد و زن ہر ایک کے دل و دماغ اور سوچوں پر حاوی ہوگیا ہے اور ہر ایک ان کی ان ایجادات پر فریفتہ اور ان کو حاصل کرنے اور ان مصنوعات سے کام لینے کے لئے اپنے آپ کو مجبور محض پاتا ہے۔ کفر کے سرغنوں اور آقاؤں نے بڑی باریک بینی سے ایسی عیاری اور فریب کاری سے کام لیا ہے کہ ایک ہی چیز کے کئی رخ بنادیئے۔ نظر بظاہر وہ چیزیں اچھی معصوم اور ضروری معلوم ہوتی ہیں، لیکن اگر گہرائی و گیرائی سے غور وفکر کیا جائے تو وہی چیزیں ایمان کش، بے حیائی، بے شرمی، بے غیرتی اور بے راہ روی کا منبع اور عریانی وفحاشی کا مرکز قرار دی جاتی ہیں۔ ان جدید ایجادات میں ٹیلیفون، موبائل فون، ٹی وی، انٹرنیٹ، کیبل نیٹ، اخبارات، اشتہارات، سائن بورڈ اور فحش مواد پر مشتمل رسائل وجرائد شمار کئے جاسکتے ہیں۔ سونے پر سہاگہ یہ کہ معاشرے میں اس کا اثر، رعب اور وقار قائم کرنے کے لئے ان کو ذرائع ابلاغ کا خوبصورت عنوان دے دیا گیا ہے اور دنیا میں موجود ہر انسان کو ان کے پیچھے لگادیا گیا ہے اور طرہ یہ کہ انہیں ذرائع ابلاغ پر اپنا تسلط جمانے کے لئے اپنے کرائے کے لوگوں کو ان پر مسلط اور براجمان کراکر اسلامی تعلیمات، اسلامی اقدار، صحابہ کرامؓ اور اہل بیت اطہارؓ کی توہین وتذلیل اور بے اکرامی و بے توقیری کرائی جاتی ہے۔ ایسا کیوں ہوا؟ اور کون لوگ یہ کررہے ہیں، یہ سب کچھ جاننے کے لئے روزنامہ جنگ کراچی کے کالم نگار جناب شاہین صہبائی صاحب کا کالم ”یہ اجتماعی خودکشی کب تک“ ملاحظہ فرمائیں:

”پاکستان میں ٹی وی چینل شروع ہوئے ۱۲ سال ہونے والے ہیں۔...... جب سے پاکستان میں درجنوں کے حساب سے چینل آئے ہیں، آزادی بہت بڑھ گئی ہے مگر ذمہ داری کا فقدان ہے، کچھ چینل (میں کسی کا نام نہیں لوں گا پڑھنے والے خود اندازہ لگالیں) صحافتی بیک گراؤنڈ سے آئے اور کچھ دیکھا دیکھی پیسے کے زور پر، کچھ کاروباری لوگوں کو محسوس ہوا کہ ان کا کاروبار ترقی کرے گا یا ان کی چوری کو کوئی پکڑنے کی ہمت نہیں کرے گا اگر وہ بھی میڈیا کے مالک بن گئے، کچھ پیسے والے لوگ جب میڈیا سے پریشان ہونا شروع ہوئے تو بدلے لینے میدان میں خود کود پڑے۔ یعنی پاکستان میں سوائے دو چار گروپس کے باقی سب لوگ چمک دمک اور بڑھتی ہوئی میڈیا کی طاقت دیکھ کر مالک، اخبار نویس اور میڈیا اینکرز بن بیٹھے، کچھ نے خوب بہتی گنگا میں ہاتھ دھوئے، جہاں سے پلاٹ، زمین، نوکری اور کوئی فائدہ مل سکا ایک سیکنڈ کی دیر نہیں لگائی، کچھ فوجیوں کی آمریت میں وزیر اور مشیر بنے، کوئی

سیاست دانوں کے ساتھ مل کر شامل باجا ہو گیا، کوئی سفیر بن گیا اور کوئی امیر، غرض میڈیا کے راستے جس کی جتنی بن پڑی اس کو استعمال کیا، کچھ کہانیاں ایسی بھی ہیں کہ کچھ دن کے لئے صحافت کی سیڑھی استعمال کر کے لوگ مزے اڑاتے رہے اور جب وہ دن بیت گئے تو واپس صحافت میں آ کر سب کی ماں بہن شروع کر دی یا پھر سیڑھی کے نیچے سے اوپر جانے کی کوشش، اس بھاگ دوڑ میں جائز اور ناجائز مال کمانا ایک اہم ترین عنصر رہا، اخبار اور ٹی وی کے مالکان جائز آمدنی کے ساتھ ساتھ خاص مراعات بھی لیتے رہے یہاں تک کہ ہر ایک کو یہ یقین ہو گیا کہ اگر گاڑی یا موٹر سائیکل پر اگر ''پریس'' لکھا ہوا ہو تو بڑی مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں تو اس دور میں پرنٹنگ پریس والے بھی اپنی گاڑیوں پر پریس کی تختی لگا کر گھومنا شروع ہو گئے۔ سب پریس سے ڈرنے لگے پولیس والے دوسروں سے بھتے لیتے تھے مگر پریس والوں کو ماہانہ بھتہ دیتے تھے۔ ہر دروازہ خود بخود کھل جاتا اور لوگوں کو ایسے مزے آئے کہ ایک ڈمی اخبار نکالنے والے نے چار ڈمی نکال دیئے، ایک وقت میں پشاور جیسے چھوٹے شہر میں ۶۵ روزنامے چھاپے جاتے تھے۔ شاید اب بھی ہوں کیونکہ حکومت سب سے بڑی اشتہاری پارٹی ہوتی تھی تو سارے مالک اور ایڈیٹر اور اکثر جو خود مالک بھی، ایڈیٹر بھی ہوتے تھے وہ حکومت کے انفارمیشن کے محکموں اور وزارتوں کے دفاتر میں موجود رہتے تھے، ایک بڑی صنعت بن گئی تھی اور حکومتی افسروں کے بھی مزے آ گئے تھے کہ اشتہار دیا سو روپے کا اور پچاس یا اس سے بھی زیادہ میز کے نیچے سے واپس کیش لے لیا۔ ٹی وی چینل جب آئے تو اکثر وہی لوگ جو اخباروں میں داؤ لگانے والے مارے مارے پھرتے تھے ہر گھر کی ٹی وی اسکرین پر نظر آنے لگے اور پھر ایک ایسی ریس شروع ہوئی کہ اللہ کی پناہ، اس ساری داستان امیر حمزہ میں جو حصہ صحافت کا شکار ہو گیا، وہ پروفیشنل ایڈیٹر اور وہ صحافی تھے جو اپنے کام میں تو ماہر تھے مگر اوپر کی کمائی نہیں کرنا چاہتے تھے مگر سب سے بڑا نقصان ان مالکوں نے پہنچایا جو خود ایڈیٹر اور چیف ایڈیٹر بن گئے تاکہ جتنی حکومتی مراعات، سرکاری ادارے، اعلیٰ حکام اور قومی اور سول حکمرانوں کی قربت اور سارے مزے وہ لوٹ سکیں، کچھ سالوں میں اخباروں میں سوائے اکا دکا کو چھوڑ کر سارے مالکان ہی فیصلہ ساز بن بیٹھے۔ ٹی وی والوں کا تو اور برا حال ہوا، نیا نیا ایک چٹخارے والا میڈیا، فوری شہرت اور اسٹار بن جانے کے مواقع سب ہضم نہیں ہو سکے، جو لوگ صحافت سے تعلق نہیں رکھتے تھے اور صرف دوسروں کی دیکھا دیکھی یا دشمنی میں اس میدان میں آ گئے وہ تو ظاہر ہے کہ مخصوص ایجنڈے لے کر آئے تھے، جب مقابلہ سخت ہونے لگا اور کیک کا حصہ بٹنے لگا تو پرانے کھلاڑی بھی نئے داؤ پیچ اپنانے لگے، تین گروپ بڑی تیاری سے میدان میں کودے کہ انگریزی کے ٹی وی چینل چلائیں گے مگر سب بھاگ لئے۔ جو بکتا تھا وہی بکنے لگا۔ خواتین کی بھرمار اور پھر شادی بیاہ کی رسومات دن رات کا خیال کئے بغیر ایسے نشر ہونے لگیں جیسے یہی ہمارا دینی اور ثقافتی ورثہ ہے۔ مزید آگے چلے تو جرم کی داستانیں عام ہونا شروع ہوئیں اور کچھ چینل پولیس اور دوسرے اداروں کے فرائض انجام دینے لگے۔ یہ سارے شتر بے مہار ہوتے گئے اور کسی نے نہ روکا، روکنے والے یا تو بکے ہوئے تھے یا دبے ہوئے یا ضرورت مند، سیاسی یا مالی طور پر، پھر اس لڑائی میں وہ مقام آ گیا کہ ہم سب ایک دوسرے پر پل پڑے اور آج کی صورت حال یہ ہے کہ پورا میڈیا اجتماعی خودکشی کی طرف دوڑ رہا ہے، ہر ایک اپنی فکر میں ہے اور کوئی یہ نہیں سوچ رہا کہ اس خودکش جنگ کا انجام کیا ہوگا؟ آج تک ایک ضابطہ اخلاق یا ورکنگ گائیڈ لائن تک موجود نہیں، آج ہم اس طرح ایک دوسرے پر جھپٹ رہے ہیں ''جیسے میں نہیں یا تو نہیں'' حکومت عدالتیں اور ادارے تماشا دیکھ رہے ہیں کہ کس کو روکیں، کس کا ساتھ دیں اور کہاں تک۔ اس دوڑ میں میڈیا کے بڑوں سے بڑی بڑی غلطیاں بھی سرزد ہو گئیں۔

......فوری طور پر ایک کام کرنے کی ضرورت ہے اور وہ صحافت کے ان لوگوں کو جو پروفیشنل ہیں اختیار دیا جائے اور مالکان ایک قدم پیچھے ہٹیں، صحافتی معاملات کو بزنس سے الگ کر کے چلایا جائے، میرے کئی دوست ہیں اور ہم ہمیشہ اخبارات میں صحت مند مقابلہ کرتے رہے ہیں مگر دوستیاں اور ناطے بھی نہیں ٹوٹے، مالکان فیل ہو گئے ہیں اور اس کا نقصان سب کو ہوگا، جو گھس بیٹھیے اس پیشے میں آ گھسے ہیں ان کی نشاندہی کرنا اور نکالنا ضروری ہے۔ یہ نہ ہوا تو جو چند لوگ اپنی عزت بچا کر پیچھے بیٹھے ہیں وہ بھی صحافت چھوڑ دیں گے اور پھر خدا ہی حافظ پھر اجتماعی قبر کا آرڈر دینا پڑ جائے گا۔'' (روزنامہ جنگ کراچی، ۱۹رمئی ۲۰۱۴ء)

ہماری گزارش یہ ہے کہ ٹی وی مالکان، ذمہ داران، حکومت، خفیہ ادارے، علماء کرام، عوام الناس ہر ایک اپنی اپنی ذمہ داری کو سمجھے اور مکافاتِ عمل سے ڈرے، کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسروں کی اندھا دھند تقلید کرتے کرتے اپنے دین و ایمان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور نہ دین کے رہیں نہ دنیا کے: ''نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم، نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔''

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

ٹی وی اور انٹرنیٹ کا عالمگیر فتنہ

اور اب تو دشمنانِ دین ایک نئی شیطانی ایجاد کے ذریعہ اسلامی اقدار کو مسخ کرنے اور مسلمانوں کی ظاہری و باطنی، روحانی و جسمانی اور عملی و اعتقادی تمام ملکات اور صلاحیت کو مفلوج کر کے رکھ دینے کا منصوبہ بنا چکے ہیں۔ اس نئی ایجاد، مجمع الخبائث، ام الفتن کا نام انٹرنیٹ ہے، جس کے شیطانی جالے پورے عالم کے اردگرد اپنے تانے بانے بننے میں مصروف ہیں اور ابھی اس کے مضرات اور نقصانات سے قطع نظر اس کے مفید پہلو کو سامنے لا کر اس کی افادیت کا پرچار کیا جا رہا ہے جیسا کہ ٹی وی کی ایجاد کے وقت اس کی بُرائیوں پر پردہ ڈال کر اس کی اچھائیوں کو خوب اچھالا گیا تھا اور ان عارضی اور وقتی فوائد کو خوب اجاگر کیا گیا تھا جو عوام کی سطحی نگاہوں میں نہایت اہم مفید اور خوش کن نتائج کے حامل تھے، لیکن کچھ ہی دنوں بعد جب سب کے دلوں سے اس کی حقارت نکل گئی اور اس کے خلاف نفرت و بیزاری کا زور کم ہو گیا اور جب ٹی وی، ٹی بی کی وبا کی طرح آناً فاناً تمام معاشرے میں بُری طرح پھیل کر لوگوں کی روحانی، ایمانی، اخلاقی اقدار پر اپنے مہلک اثرات دکھلانے لگا اس وقت لوگوں کو اندازہ ہوا کہ یہ ٹی وی کیا بلا ہے اور اب تو یہ ایک کینسر کی طرح تمام معاشرے پر ایسا چھا چکا ہے کہ اس سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا ہے۔ ہر شخص اس کی بُرائیوں اور خرابیوں کا اعتراف کرنے اور اس سے نفرت کرنے کے باوجود اسے اپنے گھر میں رکھنے کو اپنی مجبوری خیال کرتا ہے اور اب شاید ہی کوئی گھرانہ ایسا ہو جس کے کل افراد اس کے اثر سے بالکلیہ محفوظ ہوں اور اس کے ذریعے بُرائیوں کا جو طوفان عالمِ اسلام پر امڈتا چلا آ رہا ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔

ان جدید ایجادات کی مثال وہی ہے جیسا کہ حق تعالیٰ شانہ نے شراب اور جوئے کے متعلق فرمایا ہے:

''یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْھِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُھُمَآ اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِھِمَا.'' (البقرہ:۲۱۹)

ترجمہ: ''آپ سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت بڑا ہے۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب منفعت سے دفع مضرت مقدم ہے، یعنی ایک کام کے ذریعے کچھ فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے اور ساتھ ہی کوئی مضرت بھی پہنچتی ہے تو مضرت سے بچنے کے لئے اس منفعت کو چھوڑ دینا ضروری ہوتا ہے، ایسی منفعت کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے جو مضرت کے ساتھ حاصل ہو۔ (معارف القرآن:۱؍۵۲۷)

شبِ برأت کے فضائل

اور اس رات کی بدعات ورسومات

مفتی محمد راشد ڈسکوی

کچھ عرصہ بعد رمضان المبارک کی آمد ہوگی، چشم تصور میں ایک بار پھر آنکھیں ان مناظر سے ٹھنڈا ہونے کو بے تاب ہیں کہ پانچوں نمازوں کے وقت مؤذن کی پکار پر لبیک کہنے والے جوق در جوق خانہ خدا کی طرف لپکے چلے آتے ہیں، جہاں ایک طرف ہر نماز سے پہلے اور نماز کے بعد مساجد میں خلق خدا کی ایک بہت بڑی تعداد قرآن حکیم کی تلاوت سے لطف اندوز ہوتی نظر آتی ہے، تو دوسری طرف بہت سے افراد نوافل کی ادائیگی میں مشغول نظر آتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ذکر واذکار سے اپنے سینوں کو منور کرنے والے اور اپنے رب عزوجل کے حضور الحاح وزاری کے ساتھ سسکتے ہوئے مناجات میں مشغول افراد کی بھی بہت بڑی تعداد ہوتی ہے۔

شعبان المعظم میں سرکار دوعالم a کا معمول:

اس برکتوں والے ماہ مبارک کے آنے سے قبل "شعبان المعظم" میں ہی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے استقبال کے لئے کمربستہ ہوجاتے، آپ کی عبادات میں اضافہ ہوجاتا، نہ صرف خود بلکہ اس فکر میں آپ اپنی امت کو بھی شریک فرماتے تھے۔

آپ a نے "رمضان المبارک" کے ساتھ اُنس پیدا کرنے کے لئے "شعبان المعظم" کی پندرہویں رات اور اس دن کے روزے کی ترغیب دی ہے اور اس بارے میں صرف زبانی ترغیب پر ہی اکتفاء نہیں فرمایا، بلکہ آپ a عملی طور پر خود اس میدان میں سب سے آگے نظر آتے ہیں، چنانچہ اس ماہ کے شروع ہوتے ہی آپ a کی عبادات میں غیر معمولی تبدیلی نظر آتی، جس کا اندازہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے اس ارشاد سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے، آپؓ فرماتی ہیں: "ما رأیتہ فی شھرٍ أکثر صیاماً منہ فی شعبان" کہ "میں نے آپ a کو شعبان کے علاوہ اور کسی مہینے میں کثرت سے (نفلی) روزے رکھتے نہیں دیکھا۔" (صحیح مسلم، رقم الحدیث:۲۷۷۷)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے "شعبان المعظم" میں بکثرت روزے رکھنے کی وجہ سے اس مہینے میں روزے رکھنے کو علامہ نووی رحمہ اللہ نے مسنون قرار دیا ہے، فرماتے ہیں: "ومن المسنون صوم شعبان۔" (المجموع شرح المہذب: ۳۸۶/۶)۔

مذکورہ حدیث عائشہؓ اور دیگر بہت سی احادیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ عمل اور امت کو ترغیب دینا استقبال رمضان کے لئے ہوتا تھا، جس کی طرف حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اب خاص اس روزہ کی حکمت بھی مجھے، میرے نزدیک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان سے پہلے نصف شعبان کا روزہ رمضان کے نمونہ کے لئے مسنون فرمایا ہے، تاکہ رمضان سے وحشت وہیبت نہ ہو کہ نہ معلوم روزہ کیسا ہوگا؟ اور کیا حال ہوگا؟ اس لئے آپ a نے پندرہ شعبان کا روزہ مقرر فرمادیا کہ اس دن کا روزہ رکھ کر دیکھ لو، چوں کہ یہ ایک ہی روزہ ہے، اس لئے اس کی ہمت آسانی سے ہوجاتی ہے، جب وہ پورا ہوگیا تو معلوم ہوجاتا ہے کہ بس رمضان کے روزے بھی ایسے ہی ہوں گے اور اس تاریخ میں رات کی عبادت بھی تراویح کا نمونہ ہے، اس سے تراویح کے لئے حوصلہ بڑھتا ہے کہ جب زیادہ رات تک جاگنا کچھ بھی معلوم نہ ہوا تو تراویح کے لئے ایک گھنٹہ زیادہ جاگنا کیا معلوم ہوگا؟! بس یہ تو اعانت بالمثل علی المثل ہوئی۔" (وعظ "الیسر مع العسر" بعنوان نظام شریعت: ۵۲۴/۶، مکتبہ اشرف المعارف ملتان)

اب ایک نظر اس ماہِ مبارک کی پندرہویں شب پر بھی ڈال لی جائے، جس کے بارے میں بہت کچھ احادیث بھی میں مذکور ہے، جو آگے بالتفصیل آرہی ہیں۔ زمانہ ماضی اور موجودہ زمانے کو دیکھتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس رات کے بارے میں لوگ افراط وتفریط کا شکار نظر آتے ہیں، اس لئے اس رات کے فضائل، اس رات کے فضائل سے محروم ہونے والے افراد اور اس رات کو ہونے والی مروجہ بدعات پر تفصیل سے روشنی ڈالی جائے۔

سب سے پہلے اس رات کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک فرمودات ذکر کئے جائیں گے، اس کے بعد جمہور اسلاف وفقہائے امت، اہل سنت والجماعت کے نظریات واقوال ذکر کئے جائیں گے، تاکہ اس رات کے بارے میں شریعت کا صحیح مؤقف سامنے آجائے۔

شب برأت کے بارے میں نبی اکرم a کے فرامین:

۱:......ترجمہ:''حضرت ابوبکر صدیقؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ'' آپ a نے فرمایا کہ: اللہ عزوجل پندرھویں شعبان کی رات میں آسمانِ دنیا کی طرف (اپنی شان کے مطابق) نزولِ اجلال فرماتے ہیں اور اس رات ہر کسی کی مغفرت کر دی جاتی ہے، سوائے اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے کے، یا ایسے شخص کے جس کے دل میں بغض ہو۔'' (شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث ''۳۵۴۶'': ۵/۳۵۷، مکتبۃ الرشد)

۲:......ترجمہ:'' آپ a نے ارشاد فرمایا: (اے عائشہ!) جانتی بھی ہو یہ کونسی رات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ: اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ شعبان کی پندرھویں شب ہے، اللہ عزوجل اس رات اپنے بندوں پر نظرِ رحمت فرماتے ہیں اور بخشش چاہنے والوں کی مغفرت فرماتے ہیں، رحم چاہنے والوں پر رحم فرماتے ہیں، اور دلوں میں کسی مسلمان کی طرف سے بغض رکھنے والوں کو ان کی حالت پر ہی چھوڑ دیتے ہیں۔'' (شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث ''۳۵۵۴'': ۵/۳۶۱، مکتبۃ الرشد)

۳:......ترجمہ: ''حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات رحمت کی نظر فرما کر تمام مخلوق کی مغفرت فرما دیتے ہیں، سوائے اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے اور دلوں میں کسی مسلمان کی طرف سے بغض رکھنے والوں کے۔'' (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ''۱۳۹۰'' مکتبۃ ابی المعاطی)

۴:......ترجمہ:''حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ'' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شعبان کی پندرھویں رات اللہ عزوجل اپنی مخلوق کی طرف رحمت کی نظر فرماتے ہیں، سوائے دو شخصوں کے باقی سب کی مغفرت فرما دیتے ہیں: ایک کینہ ور، دوسرے کسی کو ناحق قتل کرنے والا۔'' (مسند احمد بن حنبل، رقم الحدیث ''۶۶۴۲'': ۲/۱۷۶، عالم الکتب)

۵:......ترجمہ:''حضرت عثمان بن ابی العاصؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ a نے فرمایا: جب شعبان کی پندرھویں رات ہوتی ہے تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک پکارنے والا پکارتا ہے، ہے کوئی مغفرت کا طالب! کہ میں اس کی مغفرت کروں، ہے کوئی مانگنے والا؟! کہ میں اس کو عطا کروں، اس وقت جو (سچے دل کے ساتھ) مانگتا ہے اس کو (اس کی شان کے مطابق) ملتا ہے، سوائے بدکار عورت اور مشرک کے (کہ یہ اپنی بداعمالیوں کے سبب اللہ کی عطا سے محروم رہتے ہیں)۔'' (شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث ''۳۵۵۵'': ۵/۳۶۲، مکتبۃ الرشد)

> **شعبان کی پندرھویں رات اللہ عزوجل اپنی مخلوق کی طرف رحمت کی نظر فرماتے ہیں، سوائے دو شخصوں کے باقی سب کی مغفرت فرما دیتے ہیں: ایک کینہ ور، دوسرے کسی کو ناحق قتل کرنے والا**

۶:......ترجمہ:''حضرت عائشہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ: '' آپ a نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے اس رات یعنی شعبان کی پندرھویں رات میں کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے دریافت فرمایا کہ: یا رسول اللہ! کیا ہوتا ہے؟ آپ a نے فرمایا: اس شب میں یہ ہوتا ہے کہ اس سال میں جتنے بھی پیدا ہونے والے ہیں، وہ سب لکھ دیے جاتے ہیں، اور جتنے اس سال مرنے والے ہیں، وہ سب بھی اس رات لکھ دیے جاتے ہیں، اور اس رات میں سب بندوں کے (سارے سال کے) اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور اسی رات میں لوگوں کی مقررہ روزی (مقررہ وقت) پر اترتی ہے۔'' (الدعوات الکبیر للبیہقی، رقم الحدیث ''۵۳۰'': ۱۰/۱۳۶، غراس للنشر والتوزیع، الکویت)

۷:......ترجمہ:''حضرت عطاء بن یسارؒ فرماتے ہیں کہ جب شعبان کی پندرھویں رات ہوتی ہے تو موت کا فرشتہ ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک مرنے والوں کا نام (اپنی فہرست سے) مٹا دیتا ہے اور کوئی شخص ظلم، اور کوئی عورتوں سے نکاح کر رہا ہوتا ہے، اس حال میں کہ اس کا نام زندوں سے مُردوں کی طرف منتقل ہو چکا ہوتا ہے۔ شب قدر کے بعد کوئی رات اس رات سے افضل نہیں۔ اللہ تعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) آسمانِ دنیا پر نزول فرما کر ہر ایک کی مغفرت فرما دیتے ہیں، سوائے مشرک، کینہ ور اور قطع رحمی کرنے والے کے۔'' (کنزالعمال: ۳۳۳۱)

۸:......ترجمہ:''(حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا) جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے، اللہ تعالیٰ اس رات میں بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے، جن کی تعداد ''قبیلہ کلب'' کی بکریوں کے بالوں

سے بھی زیادہ ہوتی ہے، مگر اس رات میں اللہ تعالیٰ مشرک، اور کینہ ور، اور رشتے ناطے توڑنے والے (یعنی قطع تعلق کرنے والے) اور ازار (یعنی پاجامہ شلوار وغیرہ) ٹخنوں سے نیچے رکھنے والے (لوگوں) اور ماں باپ کے نافرمان اور شراب کے عادی لوگوں کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرماتے۔" (شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث "۳۵۵۶": ۳۶۵/۵، مکتبۃ الرشد)

۹:...... ترجمہ: "حضرت عثمان بن محمد ؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: (زمین پر بسنے والوں کی) عمریں ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک طے کی جاتی ہیں، یہاں تک کہ انسان شادی بیاہ کرتا ہے اور اس کے بچے پیدا ہوتے ہیں، حالاں کہ اس کا نام مُردوں کی فہرست میں داخل ہو چکا ہوتا ہے۔" (شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث "۳۵۵۸": ۳۶۵/۵، مکتبۃ الرشد)

۱۰:...... ترجمہ: "حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ثواب کی امید سے عیدین کی راتوں میں قیام کیا (یعنی عبادت کے ذریعے ان کو زندہ کیا) تو اس کا دل اس (وحشت والے) دن زندہ رہے گا جس دن لوگوں کے دل (قیامت کی ہولناکیوں کی وجہ سے) مردہ ہو جائیں گے۔" امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ: ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ پانچ راتوں میں دعاؤں کو قبول کیا جاتا ہے، جمعہ کی رات، عیدالاضحیٰ کی رات، عیدالفطر کی رات، رجب کی پہلی رات، اور شعبان کی پندرھویں رات۔" (شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث "۳۴۳۸": ۲۸۷/۵، مکتبۃ الرشد)

مذکورہ ارشادات کے علاوہ اور بہت سی روایات میں اس رات کے فضائل وارد ہوئے ہیں، اس وقت ان سب کا جمع کرنا مقصود نہیں، بس ایک خاص جہت سے ایک نمونہ سامنے لانا مقصود ہے۔ وہ خاص پہلو یہ ہے کہ مذکورہ تمام احادیث میں جہاں عظیم الشان فضائل مذکور ہیں، وہاں بہت سے ایسے (بدقسمت) افراد کا تذکرہ ہے، جو اس مبارک رات میں بھی رب عزوجل کی رحمتوں اور بخششوں سے محروم رہتے ہیں۔ ذیل میں ان گناہوں کا اجمالی تذکرہ کیا جاتا ہے، تاکہ تھوڑا سا غور کر لیا جائے کہ کہیں ہم بھی ان رذائل میں تو مبتلا نہیں! اللہ نہ کرے کہ ہمارے اندر ان میں سے کچھ ہو، اور اگر کچھ ہو تو اس سے بروقت چھٹکارا حاصل کر سکیں:

فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ: "شب قدر و شب برأت کے لئے شریعت نے عبادت، نوافل، تلاوت، ذکر، تسبیح، دعا و استغفار کی ترغیب دی ہے۔"

شب برأت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم افراد:

۱:......مسلمانوں سے کینہ، بغض رکھنے والا۔
۲:......شرک کرنے والا۔ ۳:......ناحق قتل کرنے والا۔ ۴:......بدکار "زنا کرنے والی" عورت۔
۵:......قطع تعلق کرنے والا۔ ۶:......ازار (شلوار، تہبند وغیرہ) ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔
۷:......والدین کا نافرمان۔ ۸:......شراب پینے والا۔

۱:......کینہ، بغض:

کسی شخص پر غصہ پیدا ہوا اور یہ شخص کسی وجہ سے اس پر غصہ نہ نکال سکے تو اس کی وجہ سے دل میں جو گرانی پیدا ہوتی ہے اس کو "کینہ" کہتے ہیں، اسی کا دوسرا نام "بغض" بھی ہے۔ کینہ و بغض محض ایک گناہ یا عیب نہیں، بلکہ یہ اور بہت سارے گناہوں کا مجموعہ ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں: غصہ سے کینہ اور کینہ سے "آٹھ" گناہ پیدا ہوتے ہیں: ۱:......حسد۔ ۲:......شماتت۔ ۳:......سلام کا جواب نہ دینا۔ ۴:......حقارت کی نگاہ سے دیکھنا۔ ۵:......غیبت، جھوٹ اور فحش گوئی کے ساتھ زبان دراز کرنا۔ ۶:......اس کے ساتھ مسخرا پن کرنا۔ ۷:......موقع پاتے ہی اس کو ستانا۔ ۸:......اس کے حقوق ادا نہ کرنا۔ (کیمیائے سعادت، ص:۳۳۲)

اس کے علاوہ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ "کینہ ور کی بخشش نہیں کی جاتی۔" (مشکوٰۃ المصابیح، ص:۴۲۷) اس جیسی اور بہت سی احادیث سے کینہ کی برائی اور مذمت سامنے آتی ہے، اس لئے غور کر کے اپنے آپ کو اس برائی سے بچانا از حد ضروری ہے، اس سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ جیسے ہی کسی پر غصہ آئے فوراً اس کو معاف کر دیا جائے، ہرگز اس کے خلاف کسی بات کو دل میں نہ رہنے دیا جائے، اور اس سے میل جول اور سلام و کلام شروع کر دیا جائے۔

۲:......شرک:

اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفاتِ مختصہ میں کسی کو شریک ٹھہرانا شرک کہلاتا ہے، شرک توحید کی ضد ہے، موجودہ دور میں شرک کی جتنی صورتیں مروج ہیں ان سب سے بچنا ضروری ہے، مثلاً: غیر اللہ کو مختار کل، نفع و نقصان کا مالک، زندہ کرنے اور مارنے پر قادر، بیمار کرنے اور شفاء دینے پر قادر، روزی میں وسعت اور تنگی پیدا کرنے پر قادر سمجھنا، انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء عظامؒ کے تقرب کے حصول کے لئے ان کے نام کی نذر و نیاز اور منت ماننا، ان کی قبروں پر سجدہ کرنا، ان کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر سمجھنا سب

شرک کی اقسام ہیں۔ پھر شرک کی دو قسمیں ہیں: شرک اکبر اور شرک اصغر، شرک اکبر کی تفصیل تو گزر چکی۔ شرک اصغر میں ریاکاری، بدشگونی اور غیر اللہ کے نام کی قسمیں کھانا وغیرہ شامل ہے، شرک کا انجام ہمیشہ کی دوزخ بتایا گیا ہے:

"اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ، وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا۔" (النساء:۱۱۶)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ اس کو تو بے شک نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، لیکن اس کے علاوہ جس کسی کو بھی چاہے گا بخش دے گا، اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ یقیناً بڑی دور کی گمراہی میں پڑ گیا۔"

۳:......ناحق قتل:

بغیر کسی شرعی عذر کے کسی کو ناحق قتل کرنا، چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو سخت گناہ ہے، اور کسی ایمان والے کو قتل کرنا تو اس سے بھی بدترین ہے، ایسے شخص کے بارے میں قرآن پاک میں بہت سخت وعید آئی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَہَنَّمُ خٰلِدًا فِیْہَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیْمًا۔" (النساء:۹۳)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قاتل کو ہمیشہ جہنم کی، اپنے غضب، اپنی لعنت اور سخت عذاب کی وعید سنائی ہے۔ موجودہ دور میں انسانی جان کی قیمت چند ٹکوں کے برابر بھی نہیں سمجھی جاتی، ذرا ذرا سی بات پر اور دنیاوی چند سکوں کی خاطر کسی کے سہاگ کو اجاڑ دینا، معصوم بچوں کو یتیم کر دینا، بوڑھے ماں باپ کی آخری عمر کے سہاروں کو چھین لینا، اور تجارتی دکاروباری مراکز کو خاکستر کر دینا ایک کھیل بن گیا ہے، اور قیامت کی علامات میں سے یہ علامت بھی سامنے آ چکی ہے کہ نہ مرنے والے کو پتہ ہے کہ کس نے مارا اور کیوں مارا اور نہ ہی مارنے والے کو۔

۴:......زنا:

کبیرہ گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ زنا بھی ہے، جو عورت یا مرد اس بدترین گناہ میں مبتلا ہو، اس کے لئے احادیث مبارکہ میں سخت وعیدیں آئی ہیں، اور اگر اس عمل بد کو پیشے کے طور پر کیا جائے "جیسے موجودہ دور میں اس کا رواج عام ہو چکا ہے" تو یہ دوہرا گناہ ہے اور ایسی کمائی بھی حرام ہے۔ "شب معراج میں آپ a کا گزر ایسی عورتوں پر ہوا جو اپنے پستانوں سے (بندھی ہوئی) اور پیروں کے بل لٹکی ہوئی تھیں، آپ a نے جبرئیل امین علیہ السلام سے سوال کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ زناکار عورتیں اور اپنی اولاد کو قتل کرنے والی عورتیں ہیں۔"

۵:......قطع رحمی:

اپنے اعزہ واقربا اور اپنے متعلقین کے حقوق ضروریہ ادا نہ کرنا قطع رحمی ہے، مثلاً: سلام کا جواب نہ دینا، بیماری کے وقت عیادت نہ کرنا، چھینک کا جواب نہ دینا، فوت ہو جانے پر بلا عذر اس کی نماز جنازہ نہ پڑھنا وغیرہ، یہ سب درجہ بدرجہ قطع رحمی میں شامل ہیں، ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "قطع رحمی کرنے والا (قانوناً، بغیر سزا کے) جنت میں نہیں جائے گا۔" (بخاری ومسلم)

۶:......ازار (شلوار، پاجامہ) ٹخنوں سے نیچے لٹکانا:

مردوں کے لئے ٹخنوں سے نیچے شلوار، تہبند، پاجامہ، پینٹ، کرتا یا چوغہ وغیرہ لٹکانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ ایک حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ: "ٹخنوں سے نیچے جو تہبند (پاجامہ وغیرہ) ہو وہ دوزخ میں لے جانے والا ہے۔" (مشکوٰۃ المصابیح: ۱/۳۷۴، قدیمی) تکبر کی نیت ہو یا نہ ہو، ہر حال میں یہ گناہ ہے، اگر تکبر کی نیت ہو تو دوہرا گناہ ہے اور اگر نیت نہ بھی ہو تو اس فعل کا گناہ ہے۔

۷:......والدین کی نافرمانی:

والدین کی نافرمانی بہت سخت گناہ ہے، کئی احادیث میں والدین کی نافرمانی پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "احسان جتلانے والا، والدین کا نافرمان اور شراب پینے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔" (نسائی، دارمی)۔ قرآن پاک میں تو والدین کے سامنے "اُف" تک کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ آج کل والدین کی نافرمانی، ان کے آگے بولنا، ان کے حقوق ادا نہ کرنا عام ہو گیا ہے، اس سے اجتناب از حد ضروری ہے، ورنہ دنیا آخرت کا وبال اس کا مقدر رہے گا۔

۸:......شراب نوشی:

شراب نوشی کی ایک وعید پیچھے گزر چکی، یہ صرف ایک گناہ کبیرہ ہی نہیں، بلکہ یہ بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے، اس کو ام الخبائث کہا گیا ہے۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ: "میری امت میں کچھ لوگ شراب پئیں گے، اور شراب کو دوسرا نام دیں گے، اور ان کے سامنے ناچنے اور گانے والی عورتیں ہوں گی، ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ زمین میں دھنسا دیں گے یا ان کو بندر اور خنزیر بنا دیں گے۔" لہٰذا شراب یا دیگر نشہ پیدا کرنے والی سب چیزیں مثلاً: وسکی، ہیروئن، بھنگ، وغیرہ سب حرام ہیں۔ آج موجودہ دور میں اس حدیث کے مناظر پوری طرح ہمارے سامنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

شب برأت کے فضائل والی احادیث میں مذکور تمام محروم رہ جانے والوں کا کچھ کچھ تذکرہ ہو گیا۔ ان سب گناہوں سے جتنا جلد ہو سکے اور کم از کم

شعبان کی پندرہویں رات سے پہلے پہلے توبہ کرکے اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اکابرین امت کے اقوال:

علامہ ابن الحاج مالکیؒ فرماتے ہیں: ''اس رات کے بڑے فضائل ہیں اور بڑی خیر والی رات ہے، اور ہمارے اسلاف اس کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور اس رات کے آنے سے پہلے اس کی تیاری کرتے تھے۔'' (المدخل لابن الحاج:۱/۲۹۹)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے شاگرد ابن رجب حنبلیؒ فرماتے ہیں: ''شام کے مشہور تابعی خالد بن لقمانؒ وغیرہ اس رات کی بڑی تعظیم کرتے اور اس رات میں خوب عبادت کرتے۔''

(لطائف المعارف:۱۴۴)

علامہ ابن نجیمؒ فرماتے ہیں: ''اور مستحب ہے شعبان کی پندرہویں رات بیداری کرنا۔''

(البحرالرائق:۲/۵۲)

علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں: ''مستحب ہے شعبان کی پندرہویں رات عبادت کرنا۔''

(الدرمع الرد:۲/۲۴،۲۵)

علامہ انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں کہ: ''بیشک یہ رات شب برأت ہے اور اس رات کی فضیلت کے سلسلے میں روایات صحیح ہیں۔''

(العرف الشذی ص:۱۵۶)

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ: ''اس رات بیداری کرنا مستحب ہے اور فضائل میں اس جیسی احادیث پر عمل کیا جاتا ہے، یہی امام اوزاعیؒ کا قول ہے۔'' (ماثبت بالسنۃ ص:۳۶۰)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ: ''شب برأت کی اتنی اصل ہے کہ پندرہویں رات اور پندرہواں دن اس مہینے کا بزرگی اور برکت والا ہے۔'' (بہشتی زیور، چھٹا حصہ ص:۶۰)

کفایت المفتی میں ہے کہ: ''شعبان کی پندرہویں شب ایک افضل رات ہے۔''

(۱/۲۲۵،۲۲۶)

فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ: ''شب قدر و شب برأت کے لئے شریعت نے عبادت، نوافل، تلاوت، ذکر، تسبیح، دعا و استغفار کی ترغیب دی ہے۔''

(۳/۲۶۳، جامعہ فاروقیہ کراچی)

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زیدمجدہ فرماتے ہیں کہ: ''واقعہ یہ ہے کہ شب برأت کے بارے میں یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ اس کی کوئی فضیلت حدیث سے ثابت نہیں، حقیقت یہ ہے کہ دس صحابہ کرامؓ سے احادیث مروی ہیں، جن میں اس رات کی فضیلت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ ان میں بعض احادیث سند کے اعتبار سے بے شک کچھ کمزور ہیں، لیکن حضرات محدثین اور فقہاء کا یہ فیصلہ ہے کہ اگر ایک روایت سند کے اعتبار سے کمزور ہو، لیکن اس کی تائید میں بہت سی احادیث ہو جائیں تو اس کی کمزوری دور ہو جاتی ہے۔''

(اصلاحی خطبات:۴/۲۶۳ تا ۲۶۵، ملخصاً)

شب برأت کی رسومات اور بدعات:

اس رات میں حد سے زیادہ عبادت کرنا، مسجدوں میں اجتماعی شب بیداری کرنا، مخصوص قسم کے مختلف طریقوں سے نوافل پڑھنا جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔ نوافل و تسبیح اور تراویح کی جماعت کروانا، اسپیکر پر نعت خوانی وغیرہ کرنا، ہوٹلوں اور بازاروں میں گھومنا، حلوہ پکانے کو ضروری سمجھنا، خاص اس رات میں ایصال ثواب کو ضروری سمجھنا، قبرستان میں چراغ جلانا، اس رات سے ایک دن پہلے عرفہ کے نام سے ایک رسم، اس رات میں گھروں میں روحوں کے آنے کا عقیدہ، فوت شدہ شخص کے گھر جانے کو ضروری سمجھنا، کپڑوں کا لین دین، بیری کے پتوں سے غسل کرنا، گھروں میں چراغاں کرنا، گھروں اور مساجد کو سجانا اور ان سب سے بڑھ کر اس رات میں آتش بازی کرنا۔

مذکورہ تمام امور شریعت کے خلاف ہیں، ان کا کوئی ثبوت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ، اور سلف صالحینؒ سے نہیں ملتا، اس لئے ان تمام بدعات و رسومات کا ترک اور اس معاشرے سے ان کو مٹانے کے لئے کوشش کرنا ہر ہر مسلمان پر بقدر وسعت فرض ہے۔

شب برأت میں کرنے کے کام:

آخر میں اس مبارک رات میں کرنے والے کیا کیا کام ہیں؟ ان کا ذکر کیا جاتا ہے، تاکہ افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اس رات کے فضائل کو سمیٹا جاسکے:

۱: نماز عشاء اور نماز فجر کو باجماعت ادا کرنے کا اہتمام کرنا۔

۲: اس رات میں عبادت کی توفیق ہو یا نہ ہو، گناہوں سے بچنے کا خاص اہتمام کرنا، بالخصوص ان گناہوں سے جو اس رات کے فضائل سے محرومی کا سبب بنتے ہیں۔

۳: اس رات میں توبہ و استغفار کا خاص اہتمام کرنا اور ہر قسم کی رسومات اور بدعات سے اجتناب کرنا۔

۴: اپنے لئے اور پوری امت کے لئے ہر قسم کی خیر کے حصول کی دعا کرنا۔

۵: بقدر وسعت ذکر و اذکار، نوافل اور تلاوت قرآن پاک کا اہتمام کرنا۔

۶: اگر باآسانی ممکن ہو تو پندرہ شعبان کا روزہ رکھنا۔

واضح رہے کہ مذکورہ تمام اعمال شب برأت کا لازمی حصہ نہیں، بلکہ ان کا ذکر محض اس لئے ہے کہ ان میں مشغولی کی وجہ سے اس رات کی منکرات سے بچا جاسکے۔ ☆☆

ترک خواہش و منکرات کے لئے ارادہ ہمت شرط ہے:

بعض نادان کہتے ہیں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں اور دنیا بھر کے خرافات میں بھی مبتلا ہیں۔ نماز بھی پڑھتے ہیں تفریحاً ٹیلی ویژن بھی دیکھتے ہیں، فضولیات اور لغویات بھی کرتے جاتے ہیں، جھوٹ بھی بولتے ہیں، غیبت بھی کرتے ہیں، وعدہ شکنی بھی کرتے ہیں، اہل تعلقات سے بدمعاملگی بھی ہو جاتی ہے تو پھر ایسی نماز سے کیا فائدہ؟

سنئے! پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم نماز کا حق جیسا چاہئے وہ ادا ہی نہیں کرتے، پھر یہ بھی ہے کہ منکرات ولغویات ترک کرنے کا ہم ارادہ ہی نہیں کرتے یا ان منکرات کو ہم گناہ ہی نہیں سمجھتے تو پھر توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی مگر میں کہتا ہوں اور آپ خود اس کا اندازہ کر کے دیکھیں کہ ایک مسلمان خواہ وہ کیسی ہی نماز پڑھتا ہو، بے نمازی سے اس کی دینی حالت پھر بھی بہتر ہوگی پھر اس پر بھی غور کیجئے کہ کتنے گناہ کبیرہ ہیں کہ لوگ اس میں مبتلا ہیں، مگر ہم اور آپ ہیں کہ ان سے بالطبع نفرت کرتے ہیں، پھر بہت سے ایسے گناہ ہیں جس میں ہم اور آپ نفس و شیطان سے مغلوب ہو کر مبتلا ہو جاتے ہیں مگر پھر تنبہ ہوتا ہے تو توبہ واستغفار کی توفیق ہو جاتی ہے، یہ بھی تو نماز ہی کی تو برکت ہے اور یہی برکت فلاح دارین کا بھی باعث ہے۔

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ اتنے دنوں سے دعائیں مانگ رہے ہیں قبول نہیں ہوتیں، اتنے دنوں سے وظیفے پڑھ رہے ہیں، ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا، اتنے دنوں سے نماز پڑھ رہے ہیں نماز میں دل نہیں لگتا، جب نفس وشیطان غالب ہو جاتا ہے تو نماز بھی ترک کر دیتے ہیں اول تو عقیدہ ہی فاسد ہے کہ

نماز... مومن کی معراج

دوسری قسط

ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ علیہ

نماز اور وظائف اس لئے ہیں کہ ان کی برکت سے ہمارے دنیاوی مقاصد پورے ہوتے رہیں۔ نماز تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، تم پر فرض ہے کہ نماز پڑھو، تم کو حکم ہے کہ دعا کرو، اس لئے ہر حال میں حکم الٰہی کی تعمیل تم کو کرنا پڑے گی خواہ کوئی بھی حالت ہو، جب تم نے ان کے حکم کی تعمیل کر لی خواہ طوعاً یا کسلاً ہی سہی تو پھر اللہ تعالیٰ کی شان رحمانیت تم کو دنیا کی کسی سعادت سے محروم نہ رکھے گی۔

نماز فجر کا اہتمام:

اکثر لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ صبح کی نماز نہیں بن پڑتی تو بھائی اس میں قصور کس کا ہے، جب تم رات کے بارہ بجے تک اپنی تفریحات ولغویات میں مشغول رہو گے تو پھر صبح کیسے آنکھ کھلے گی۔ یہ سب نفس کی شرارت ہے، کیونکہ تمہارے دل میں نماز کی کوئی اہمیت نہیں ہے اس لئے نفس ترک نماز کے لئے معقول عذر اور بہانے کرتا رہتا ہے یاد رکھو نماز کا ترک کوئی معمولی بات نہیں ہے، یہ اللہ جل شانہ کی حکم عدولی ہے، تو دنیا میں بھی اس کا وبال بھگتنا پڑتا ہے اور آخرت میں بھی اس کی بڑی سنگین سزا ہے۔

عبرت کی نظر سے دیکھو، آج جو گھر گھر پریشانیاں اور بیماریاں زور پکڑ رہی ہیں وہ یہی شامت اعمال ہے جس سے پناہ مانگنے کی بھی توفیق اس لئے نہیں ہوتی کہ نماز نہیں پڑھی جاتی، جس کے وبال سے توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی اور اپنے شامت اعمال کا بھی احساس ہی نہیں ہوتا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ سے رجوع نہ ہونے کا وبال ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرمائے اور ہدایت عطا فرمائے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کی طرف رجوع ہوتے رہیں تاکہ ہر حال میں اس کی رحمت ہمارے شامل حال رہے۔

اپنے وقت کا انضباط کر لو انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بڑی برکت ہوتی ہے اور سب ضروری کام آسانی سے ہو جاتے ہیں اور نمازیں وقت کی پابندی کے ساتھ ادا ہوتی رہتی ہیں اور دل میں سکون رہتا ہے۔

اس کی بڑی قدر کرو، ہمارے حضرتؒ والا فرماتے ہیں:

"عشاء کی نماز پڑھ لینے کے بعد اگر میں دیکھتا ہوں کہ کوئی دنیا کی باتیں کر رہا ہے تو جی چاہتا ہے کہ اس کو گولی ماردوں ایسا ناقدر داں ہے یہ وقت کا، عشاء کی نماز کے بعد فضولیات میں مبتلا ہوگیا۔ اب عشاء کی نماز تو تم کو سارے دن کی ناپاکی سے اور آلودگی سے سب سے پاک کر چکی تھی اور پھر تم اس میں مبتلا ہو گئے، عشاء کی نماز کے بعد پھر وہی لغو باتیں شروع کر دیں تو جب خود دیدہ ودانستہ اپنی عاقبت برباد کر رہے ہو تو ہم اس کا تدارک کیا بتائیں، پھر کہتے ہیں کہ صبح آنکھ نہیں کھلتی، بتاؤ صبح کیسے آنکھ کھلے؟"

اسی طرح ہمارے حضرتؒ والا فرماتے ہیں کہ:

"جو لوگ صبح کی نماز کے لئے نہیں اٹھتے ہیں بڑے ناقدر دان ہیں، یہ وقت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نزول کا، اس وقت اللہ تعالیٰ عالم کائنات میں ایک نئی روح پیدا فرماتے ہیں،

ایک نئی تازگی آتی ہے، زمین میں روئیدگی پیدا ہوتی ہے، پھول کھلتے ہیں، کلیاں کھلتی ہیں، خوشگوار ہوائیں چلتی ہیں جن سے جسم وجان میں تازگی آجاتی ہے اور اس وقت تم پڑے سورہے ہو، عالم امکان میں بیداری کا ساں ہے۔ نباتات میں نئی جان آرہی ہے، حیوانات اور پرندوں سب پر سکون و فرحت طاری ہے اور اپنی اپنی زبان میں سب اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہیں، اس وقت تم غافل پڑے سو رہے ہو، تمہارے دل و دماغ سب بے حس ہیں، یہ بڑی ناقدری کی بات ہے، پھر کہتے ہیں کہ صحت خراب ہے، وہ بیماری ہے اور یہ پریشانی ہے، فلاں کام میں رکاوٹ ہورہی ہے، آئے دن طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی جارہی ہیں، کیونکہ تم فطرت کی خلاف ورزی کررہے ہو، طبی لحاظ سے دیر میں سونا اور دیر میں جاگنا دونوں مضر ہیں، تندرستی خراب ہوجاتی ہے، دیدہ و دانستہ ہم لوگ اس میں مبتلا ہیں، اور پھر شکایت کرتے رہتے ہیں۔"

خیر یہ تو طویل بات تھی۔

میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ نماز کی پابندی کرو، نماز بڑی نعمت ہے، نماز ہماری ظاہری و باطنی صحت کا راز ہے، خواہ تمہاری سمجھ آئے یا نہ آئے، نماز پڑھنے کی عادت ڈالو، ایک وقت ایسا آئے گا کہ سمجھو گے کہ نماز واقعی ہمارے لئے منجانب اللہ بڑی نعمت ہے، پھر اس احساس کے بعد اگر نماز چھوڑنا بھی چاہو گے تو نہ چھوڑ سکو گے، جب تک اس کا احساس غالب نہ ہو، یہی سمجھو گے کہ یہ صرف اٹھک بیٹھک ہوتی ہے، دل کہیں ہے رکوع میں ہیں اور فاسد خیال آرہے ہیں، سجدہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سر رکھا ہوا ہے، لیکن نفسانی اور شہوانی خیالات چکر لگا رہے ہیں، یہ کیا نماز ہے کہ نماز پڑھ چکنے کے بعد یہ بھی یاد نہیں کہ کتنی رکعت پڑھیں، تین پڑھیں یا چار پڑھیں یا پانچ پڑھیں، بس یہ کہ حواس باختہ نماز پڑھ لی۔

دیکھئے پھر میں آپ سے یہی کہتا ہوں کہ خدا کے لئے نماز کی پابندی کیجئے چاہے اٹھک بیٹھک کرو، چاہے بے حسی سے پڑھو، چاہے غفلت سے پڑھو، جس طرح بھی پڑھو لیکن نماز کسی حال میں بھی نہ چھوڑو، تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کررہے ہو، یہی تمہاری نماز مقبول ہے، یہی نجات دلانے والی چیز ہے، اسی نماز سے حشر میں تمہارے اعمال کا پلہ وزن میں بھاری ہوگا۔

انشاء اللہ تعالیٰ یہی نماز تم کو جنت میں لے جائے گی، جس کی آج تم ناقدری کررہے ہو، یہی نماز اور یہی سجدے قیامت کے دن تمہاری پیشانی پرنور بن کر چمکیں گے۔

انشاء اللہ تعالیٰ خشوع وخضوع نہ سہی، حضور قلب نہ سہی، توجہ الی اللہ نہ سہی، لیکن یہ تو دیکھو کہ کس کے آگے ہاتھ باندھے کھڑے ہو، کس کے آگے جھک رہے ہو، تمہارا سر کس کے آستانہ پر ہے، کس احکم الحاکمین کی بارگاہ میں بلاتکلف شرف باریابی حاصل ہے، کس کے قرب کی حضوری نصیب ہوگئی۔ یہ عبدیت کا بہت بڑا مقام ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سجدہ کرو اور ہمارے قریب آجاؤ، تو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے قریب بلالیا تو چاہے بدحواس سجدہ ہو یا ہوش وحواس والا سجدہ ہو، بغیر خشوع وخضوع والا سجدہ ہو یا تفکرات و بدحواسی کا سجدہ ہو، بہرحال صورت سجدہ تو ہے، اگر یہ تمہاری نماز قبول نہ ہوتی تو پھر نماز کی دوبارہ توفیق بھی نہ ہوتی۔ خدا کے لئے اس کی قدر کرو، نماز کی مستقل توفیق خود علامت ہے مقبولیت کی۔

عام طور پر لوگ کہتے ہیں کہ نماز میں یکسوئی نہیں ہوتی، یہ ایک خواہ مخواہ کا خیال ہے کہ نماز میں یکسوئی نہیں ہوتی تو پھر کیا ہوتا ہے؟ ذرا غور تو کرو کہ جب تم نے نماز کے وقت پر نماز کا ارادہ کیا، وضو کیا، مسجد کی طرف روانہ ہوئے یا اپنے مصلی پر گئے تو اس طرح دل نہیں لگا تو اور کیا ہوا، یہ یکسوئی نہ ہوئی تو کیا ہوئی؟ تمام تعلقات کو چھوڑ دیا، تھوڑی دیر کے لئے عالم تعلقات سے الگ ہوگئے، تھوڑی دیر کے لئے سب سے تعلقات منقطع کرلئے، سب مشاغل چھوڑ دیئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے، اب دل لگنے یا نہ لگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، جس قدر کے ہم مکلف تھے، ہم نے وہ وہ کرلیا، اب اگر غیر اختیاری طور پر خیالات آتے ہیں، آئیں مگر ہم کو چاہئے کہ ہم ان کی طرف متوجہ نہ ہوں، بلکہ اپنی نماز کے ارکان کی طرف متوجہ ہوں، اسی قدر ہم کو یکسوئی کی ضرورت ہے اور وہ اس طرح حاصل ہے اس کو سمجھے کہ نماز پڑھنے کے لئے جو شرائط ہیں وہ ہم کو پورا کرنا ہے۔ زمین پاک ہونی چاہئے، طہارت کاملہ ہونی چاہئے، باوضو ہونا چاہئے،

ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

قبلہ رخ ہونا چاہئے، جب یہ شرطیں موجود ہیں تو اب شریعت آپ کو نماز ادا کرنے کی اجازت دیتی ہے، آپ ظاہری آداب کے اسی قدر مکلف ہیں۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کا ارشاد ہے کہ:

”تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مطابق اپنی نماز کی صورت بنالو، کہاں تک ہاتھ اٹھائے جائیں، کہاں تک ہاتھ باندھے جائیں، کس طرح جھکا جائے، کس طرح سجدہ کیا جائے، کس طرح نماز میں تلاوت کی جائے، غرض جو نماز کے آداب ہیں وہ بجالاؤ اور ٹھہر ٹھہر کر اور سنبھال سنبھال کر نماز کے ارکان ادا کرو، پھر چاہے دل لگے یا نہ لگے، انشاء اللہ یہی نماز مقبول ہوجائے گی، جس وقت نیت باندھو یہ سوچ لو کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو، یہ بھی ایک درجہ ہے احسان کا کیونکہ تم تجلی کعبہ کی طرف منہ کرکے ہاتھ باندھے کھڑے ہو، وہ بھی تمہاری طرف متوجہ ہوگیا ہے، یہ کس کی تجلی ہے ذرا غور کرو اللہ جل شانہ کی تجلی ہی تو ہے۔ ایک درجہ میں یہی احسان ہے، نماز کی حالت میں اعضاء کو غیر ضروری حرکت نہ دو۔ بس ایک درجہ یہ بھی خضوع کا ہے اور قلب کو غیر ضروری باتوں کی طرف از خود متوجہ نہ کرو، یہی خشوع ہے، رفتہ رفتہ انشاء اللہ یہی کیفیات حقیقت میں تبدیل ہوجائیں گی، اپنے اختیار میں جو باتیں ہیں ہم ان ہی کے مکلف ہیں۔ غیر اختیاری باتوں کے ہم مکلف نہیں ہیں۔ اس طرح ہماری نماز ہماری استعداد کے مطابق کامل نماز ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو، اس طرح رفتہ رفتہ نماز کا کماحقہ وہ درجہ بھی نصیب ہوجائے گا جو نماز کا خاص مقام ہے۔“

ایک بات اور سمجھ لیجئے کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے کھڑے ہوں گے تو خطرات اور وساوس اور گندے اور ناپاک تصورات نماز میں آنا شروع ہوجاتے ہیں، یہاں ایک بات سمجھنے کی ہے وہ یہ کہ تمہارا وضو اس وقت تک قائم ہے جب تک کوئی ناپاک چیز جسم سے خارج نہ ہو، اس کے خارج ہونے پر وضو ٹوٹ جائے گا، مگر وہ خارج ہونے والی ناپاک چیزیں تمہارے جسم کے اندر بھری ہوئی ہیں، خون ناپاک ہے، وہ رگ رگ میں دوڑ رہا ہے، پیٹ میں ریاح بھری ہوئی ہیں، مثانہ میں پیشاب بھرا ہوا ہے مگر شریعت کا فتویٰ ہے کہ ان تمام گندی چیزوں کے باوجود جو جسم ... کے اندر ہیں تم پاک ہو اور نماز پڑھ سکتے ہو، اگر ان میں سے کوئی چیز ذرا بھی خارج ہوئی تو وضو ٹوٹ جائے گا، تو ناپاک چیز کے جسم سے خارج ہونے پر وضو ٹوٹتا ہے۔ اسی طرح سمجھ لو کہ فاسد خیالات اور ناپاک تصورات جو دل و دماغ میں غیر اختیاری طور پر بھرے ہوئے ہیں سب پاک ہیں، جس طرح جسم کے اندر جو دوسری گندی چیزیں بھری ہوئی ہیں پاک ہیں۔

شریعت کا حکم یہی ہے کہ جب گندے اور ناپاک خیالات کا عمل کی صورت میں اظہار ہوگا تو ناپاک ہوجاؤ گے لیکن جب تک اظہار نہیں ہوگا پاک رہو گے جس طرح ناپاک چیز خارج ہونے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے اور پھر وضو کرنے سے پاک ہوجاتے ہیں اسی طرح تمہارے ناپاک ارادے اور فاسد خیالات جب عملی صورت اختیار کرلیتے ہیں تو تم ناپاک ہوجاتے ہو اس کی طہارت کا طریقہ یہ ہے کہ گناہ کا عمل ہوجانے پر ندامت قلب کے ساتھ استغفار کرلو۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں، اور ہم پاک ہوجاتے ہیں، اتنا کھلا اور آسان راستہ ہے، اس کو آپ لوگوں نے کیوں اتنا پیچیدہ اور مشکل بنا رکھا ہے۔

آپ یہ کیوں چاہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھیں تو ایسی پڑھیں کہ جیسا کھمبا کھڑا ہو، اس میں نہ کوئی احساسات ہوں، نہ کوئی جذبات ہو اور نہ کوئی خیالات، لیکن یہ تو فطرت انسانی کی خصوصیت ہے کہ دل و دماغ میں ایسے خیالات و تصورات ہر وقت آتے رہتے ہیں، ان سے کوئی بشر خالی نہیں۔ بس ان کے تقاضوں پر ہم عمل نہ کریں تو ہم پارسا ہیں اور اگر عمل کریں تو گناہ گار ہیں، پھر اگر توبہ کرلیں تو پھر پارسا ہیں تو ایسے ناپاک تصورات کا نماز میں ہونا ہرگز مضر نہیں، کیونکہ ان کے تقاضوں پر نماز کی حالت میں عمل ہو ہی نہیں سکتا اور چونکہ وہ غیر اختیاری ہیں اس لئے مخل نماز نہیں تو پھر ان کی طرف توجہ کرنا ہی بے کار ہے اور ان کی وجہ سے نماز کو ناقص سمجھنا بھی بے معنی ہے، ہاں اگر کوئی قصداً ان خیالات کو قائم رکھے تو ضرور نماز میں کراہت ہے، نماز تو انشاء اللہ شرائط نماز ادا کرنے سے قبول ہو ہی جاتی ہے۔ (جاری ہے)

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

ایک ہفتہ
حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں!

جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کی قیادت میں پاکستان کے علماء ومشائخ کا ایک ۳۰ رکنی وفد ۱۰ ردسمبر ۲۰۱۳ء کو ''شیخ الہندؒ امن عالم کانفرنس'' میں شرکت کی غرض سے بھارت گیا تھا۔ اس یادگار سفر کی روئیداد اور اپنے مشاہدات وتاثرات وفد کے ایک معزز رکن شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے قلم بند فرمائے ہیں۔ افادۂ عام کی غرض سے ہدیہ قارئین ہیں۔

بارہویں قسط

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

۱۵ ردسمبر کی مصروفیات

صبح بحمدہ تعالیٰ وقت پر بیدار ہوئے۔ جماعت سے فجر کی نماز پڑھنے کی حق تعالیٰ نے توفیق بخشی۔ کمرہ میں چائے بنائی۔ مولانا محمد امجد خان ماشاء اللہ امور خانہ داری سے بھی واقف ہیں۔ بہت اچھی چائے بنائی۔ کچھ دیر آرام کیا۔ میزبانوں کی طرف سے پیغام ملا کہ ناشتہ کریں اور کانفرنس میں چلیں کہ ٹھیک ۹ بجے کانفرنس شروع ہو جائے گی۔ حضرت مولانا سید محمود مدنی خوب منتظم آدمی ہیں۔ ٹھیک ۹ بجے صبح تمام مہمانوں کو سٹیج پر لا بٹھایا۔ سب سے پہلے پرچم کشائی ہوئی۔ تلاوت ہوئی۔ امیر الہند مولانا قاری سید محمد عثمان کی صدارت کا اعلان ہوا اور کانفرنس شروع ہوگئی۔ ہند کے تو تمام مہمان قریباً صدارتی منصب کی تائید میں بھگتا دیئے۔ نو بجے صبح پورا پنڈال لیلا رام گراؤنڈ بھر چکا تھا۔ یہ گراؤنڈ دہلی کے جلسوں کے لئے عام استعمال ہوتا ہے۔ چند روز قبل عام آدمی پارٹی کے دہلی کے وزیر اعلیٰ کی تقریب حلف برداری بھی اس گراؤنڈ میں ہوئی تھی۔ ''امن عالم کانفرنس دہلی'' میں حد نگاہ تک شرکاء تھے اور کمال یہ ہے کہ پورے ملک سے قافلے اس ترتیب سے چلے کہ تمام تقاضوں اور آرام سے فراغت کے بعد ٹھیک ۹ بجے پنڈال میں جمع تھے۔ تمام باہر کے مہمانوں کو پہلے مرحلہ میں سٹیج پر لا بٹھایا کہ وہ بھی پوری کارروائی کے دوران موجود رہیں۔ مولانا سید محمود مدنی نے خطاب کیا اور اس دوران پبلک نے بھی بھرپور نعروں سے اپنی محبتوں کا اظہار کیا۔ پبلک کے نعروں کی گونج سے لگتا تھا کہ آپ پبلک کے دلوں کی ترجمانی فرما رہے ہیں۔ مولانا قاری سید محمد عثمان کے چھوٹے صاحبزادہ سٹیج سیکرٹری تھے اور بڑے سلیقہ واعتماد کے ساتھ انہوں نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔

بہت سارے مقررین جن کا دیوبند کے جلسہ عام میں بیان ہوا۔ لیکن یہاں نہ ہوا۔ جیسے حضرت مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا زاہد الراشدی، مولانا رشید احمد لدھیانوی اور فقیر راقم۔ بہت سارے ایسے مہمان تھے جن کا بیان دیوبند میں نہ ہوا۔ لیکن یہاں دہلی میں ہوا۔ جیسے میرے مخدوم ومخدوم زادہ حضرت مولانا محمد امجد خان کا یہاں بیان ہوا اور خوب ہوا۔ اللھم زد فزد!

بہت سارے حضرات ایسے تھے جن کا دیوبند اور دہلی دونوں جگہ بیان ہوا۔ جیسے حضرت شیرانی صاحب، حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، حضرت ڈاکٹر خالد محمود سومرو، مولانا سعید یوسف خان۔ یہاں بھی آخری بیان حضرت مولانا فضل الرحمٰن کا بڑی اہمیت سے ہوا اور بہت بھرپور ہوا۔ فالحمدللہ!

فقیر راقم ساڑھے گیارہ، پونے بارہ بجے تک تو اسٹیج پر رہا۔ ایک تو اسٹیج پر فرشی نشستیں تھیں۔ پھٹوں پر قالین بچھائے گئے تھے۔ سخت جگہ پر بیٹھنے سے میری کمر درد کرنے لگ جاتی ہے جس سے اعضاء شکنی اور ہلکے بخار کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ پھر یہ کہ سخت سردی کے باعث پیشاب کا بھی تقاضا ہوا۔ اللہ تعالیٰ منتظمین کو جزائے خیر دے، ان سے صورتحال عرض کی۔ انہوں نے فوراً گاڑی کا اہتمام کر دیا اور فقیر ہوٹل آ گیا۔ تقاضہ سے فارغ ہوا۔ موقع غنیمت تھا۔ غسل کیا، کپڑے تبدیل کئے، چائے پی اور سو گیا۔ اڑھائی بجے اٹھا تو طبیعت سنبھل گئی تھی۔ تازہ دم، تین بجے کے قریب وفد کے ارکان کانفرنس کی دعا کے بعد ہوٹل آنا شروع ہوئے۔ یہ حضرات نماز سے فارغ ہوئے۔ سب نے کھانا کھایا کہ اتنے میں عصر کا وقت ہوگیا۔ یہ تھکے ماندے تھے آرام کرنا چاہتے تھے۔ سب حضرات کانفرنس کے بھرپور کامیاب انعقاد پر

متفق اللسان تھے۔ فالحمدللہ!

عصر سے فارغ ہوتے ہی فقیر نے جمعیت علماء ہند کے متحرک رہنما جن کا اب نام یاد نہیں آرہا جو وفد کی راہنمائی کے لئے امرتسر سے یہاں تک برابر ساتھ رہے۔ ان سے فقیر نے عرض کیا کہ قریب میں کوئی مزارات ہوں تو حاضری ہو جائے۔ وقت سے فائدہ اٹھائیں۔ انہوں نے ساتھ لیا۔ سائیکل رکشہ دہلی میں اب بھی چلتا ہے۔ اس پر بیٹھے ہوٹل کے قریب ایک دو سڑکوں بعد دہلی کا دل ودماغ کا بڑا ہسپتال ہے اس کے درمیان سے ہوکر ہسپتال کو پار کیا تو سامنے برابر قبرستان ہے۔ اس کے درمیان سے لے کر وہ ایسی جگہ گئے جہاں مدرسہ رحیمیہ کا بورڈ نظر آیا۔ آگے شاہ ولی اللہ مسجد جس کا پہلا نام کچی مسجد تھا۔ اس سے گزرے تو ایک چھت والے خوبصورت ہال میں داخل ہوئے۔ جس میں قریباً انیس قبور مبارکہ ہیں۔ اب ان قبور مبارکہ سے پہلی قبر مبارک کا کتبہ پڑھا تو وہ قبر مبارک حضرت شاہ ولی اللہ c کی تھی۔ میزبان کی طرف محبت سے دیکھا کہ کیا خوبصورت انہوں نے انتخاب کیا۔ اب کھو گیا اور عصر سے مغرب تک کا وقت یہاں ہی گزار دیا۔ مغرب کی نماز بھی یہاں ادا کی۔

مزارات خاندان حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی c:

محلہ مہندیاں میں بہت بڑا قبرستان ہے۔ اس کے قرب وجوار میں لوگوں نے مکانات بھی بنا رکھے ہیں۔ اس قبرستان میں آپ قبلہ رخ ہوں تو قبرستان کے جنوبی اور شمالی کناروں پر دو مساجد ہیں۔ قبرستان کے شمال کی جانب کی مسجد کسی زمانہ میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا مدرسہ ہوتا تھا۔ اب صرف ایک مسجد باقی ہے۔ اردگرد سارا شہر خوشاں آباد ہے۔ جنوب کی سائیڈ پر جائیں تو وہاں پہلے چند کمروں پر مشتمل ایک عمارت پر مدرسہ رحیمیہ کا بورڈ نصب ہے۔ شاہ عبدالرحیم c کے نام پر یہ مدرسہ قائم ہے۔ اسی مدرسہ کے ساتھ لوگوں کے مکانات ہیں۔ اس قبرستان میں انہیں مکانوں کے مکینوں سے یہ دونوں مساجد آباد ہیں۔ جنوبی سائیڈ کی اس مسجد کے اردگرد بھی قبرستان ہے۔ اس مسجد کے صحن میں شمال سے داخل ہوں گے تو آپ کے دائیں جانب مسجد کا ہال ہے اور آپ کے بالکل سامنے صحن مسجد کے پار متصل ایک کھلا ہال ہے۔ جس میں پندرہ بیس قبول مبارکہ ہیں۔ یہ قبور مبارکہ شاہ ولی اللہ c کے خاندان کی ہیں۔ آپ ہال کے دروازہ میں داخل ہوں تو بائیں جانب حضرت شاہ عبدالرحیم c دہلوی کا مزار مبارک ہے اور دروازہ کے داخل ہوتے ہی دائیں جانب حضرت شاہ ولی اللہ c کا مزار مبارک ہے۔ زہے نصیب! فقیر کو یہاں دوبار حاضری کا موقع میسر آیا۔

شاہ عبدالرحیم دہلوی c کا سلسلہ نسب سیدنا فاروق اعظمؓ سے جا کر ملتا ہے۔ سلسلہ نسب یوں ہے:

(۱)......شاہ عبدالرحیم بن
(۲)......وجیہ الدین شہید بن
(۳)......معظم بن (۴)......منصور بن
(۵)......احمد بن (۶)......محمود بن
(۷)......قوام الدین عرف قاضی قاذن بن
(۸)......قاضی قاسم بن (۹)......قاضی کبیر عرف قاضی بدھ بن (۱۰)......عبدالملک بن (۱۱)......قطب الدین بن
(۱۲)......کمال الدین بن (۱۳)......شمس الدین مفتی بن (۱۴)......شیر ملک بن
(۱۵)......محمد عطا ملک بن
(۱۶)......ابو الفتح ملک بن
(۱۷)......عمر حاکم ملک بن
(۱۸)......عادل ملک بن (۱۹)......فاروق بن (۲۰)......جرجیس بن (۲۱)......احمد بن (۲۲)......محمد شہریار بن
(۲۳)......عثمان بن (۲۴)......اماں بن
(۲۵)......ہمایوں بن (۲۶)......قریش ابن
(۲۷)......سلیمان بن (۲۸)......عفان بن
(۲۹)......عبداللہ بن (۳۰)......محمد بن
(۳۱)......عبداللہ بن (۳۲)......عمر بن الخطاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین!

حضرت شاہ عبدالرحیم کا سلسلۂ نسب مکمل اس لئے نقل کر دیا ہے کہ آپ کے صاحبزادہ حضرت شاہ ولی اللہ اور پھر ان کے صاحبزادگان کے ذکر مبارک میں بار بار کے تکرار سے بچ جائیں۔ اس تذکرہ میں بعض اسماء مبارکہ کے ساتھ ملک کا لفظ آیا ہے۔ یہ صرف تعظیم کے لئے ہے۔ جیسے ہمارے ہاں خان وغیرہ کے الفاظ تعظیم کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ اس لئے مراد قوم نہیں۔ بہرحال یہ طے ہے کہ آپ نسباً فاروقی النسل ہیں۔

متذکرہ نسب نامہ میں ۱۳ویں نمبر پر شمس الدین مفتی کا اسم مبارک آیا ہے۔ اس خاندان کے یہ پہلے فرد ہیں جو ساتویں صدی کے آخر یا آٹھویں صدی کے اوائل میں ہندوستان کے شہر روہتک میں تشریف لائے۔ یہ وہ دور ہے جب تاتاریوں کی خون ریزی سے عالم اسلام کا مشرقی حصہ زیر وزبر ہو رہا تھا۔ عزتیں برباد، علمی خزانے، کتب خانے تاراج، ایران وترکستان بے چراغ ہو رہے تھے۔ روہتک اس وقت نئی اسلامی مملکت کا اہم شہر شمار ہوتا تھا۔ قریش کی نسل سے پہلے جو شخص اس شہر میں آئے وہ حضرت مفتی شمس الدین ہیں۔ (دعوت عزیمت ج۵ ص۶۸)

مفتی صاحب کی اولاد کی شادیاں اب تک کے صدیقی اور سادات خاندانوں میں ہوئیں۔ آپ کی اولاد در اولاد کئی نسلوں تک عہدہ قضاء، افتاء اور محتسب پر فائز رہی۔ شاہ عبدالرحیم صاحب کے دادا

شیخ معظم صاحب تھے۔ شیخ معظم صاحب کے والد شیخ منصور تھے۔ ان کی ایک راجہ سے جنگ ہوئی۔ لشکر کا میمنہ شیخ معظم کے سپرد ہوا۔ اس وقت ان کی عمر بارہ برس تھی۔ سخت معرکہ پیش آیا۔ دوران معرکہ کسی نے آکر شیخ معظم کو کہا کہ آپ کے والد منصور شہید ہوگئے ہیں۔ یہ سنتے ہی شیر غراں کی طرح دشمن کی صفوں پر ٹوٹ پڑے۔ انہیں کاٹتے چھانٹتے راجہ کے ہاتھی تک جا پہنچے۔ راجہ کے ساتھی ایک اور راجہ نے آپ کو روکنا چاہا آپ نے ایک ہی وار سے اسے ڈھیر کردیا۔ اس کے ساتھیوں نے شیخ معظم کو گھیر لیا۔ گھوڑے سے اتر کر سیدھے ہوئے۔ مخالف لشکر یکبارگی حملہ کے لئے آگے بڑھا کہ آپ کے والد منصور کے مخالف راجہ جس سے جنگ ہورہی تھی اس نے لشکر کو شیخ معظم کے قتل سے روک دیا اور خود قریب ہوا۔ راجہ نے شیخ معظم سے کہا کہ میں نے آپ کا زور بازو دیکھا۔ آپ کی الٹ پلٹ پر نظر رکھی۔ یہ کم عمری اور یہ بہادری اور جرأت وپامردی، یہ تو عجائبات زمانہ میں سے ہے۔ بیٹا بہت غصہ کیوں ہیں؟ تابڑتوڑ حملے کیوں کر رہے ہیں۔ انہوں نے بڑے مخالف راجہ کو کہا کہ آپ کی فوج نے میرے والد کو شہید کیا۔ راجہ نے کہا کہ نہیں وہ زندہ ہیں اور پھر راجہ نے آپ کے والد شیخ منصور کو پیغام بھیجا کہ اس لڑکے کی بہادری کی خاطر ہم صلح کرتے ہیں۔ جو کہا گیا اس نے پورا کیا اور واپس ہوگیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی c نے اپنے اس پردادا ''شیخ معظم'' کے بارہ میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ موضع شکوہ پور جو شیخ معظم کی عملداری میں تھا۔ اس میں ڈاکوؤں نے ڈاکہ ڈالا، مال مویشی لے کر چلتے بنے۔ ڈاکو تیس تھے۔ آپ کو اطلاع ملی، تن تنہا گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اس کی باگیں اٹھائیں وہ ہوا سے باتیں کرنے لگا۔ کئی منزلوں بعد ڈاکوؤں کو جالیا۔ وہ مقابلہ پر اترے۔ شیخ معظم c نے منظم انداز میں تیر افگنی شروع کی۔ ڈاکو مرعوب ہوگئے۔ ان کے رعب نے ان ڈاکوؤں کے بل کس نکال دیئے۔ توبہ کی۔ معافی مانگی۔ شیخ معظم نے شرط لگائی کہ ہتھیار اتارو اور میرے پاس جمع کراؤ۔ ایک نے دوسرے کے ہاتھ باندھ دیئے۔ اسلحہ مویشی سمیت ڈاکو لائن بناکر چلے۔ اتنے میں گاؤں کے لوگ بھی آشامل ہوئے۔ اس حالت زار میں ڈاکوؤں کو دیکھا کہ ان کے سر دو کانوں کے درمیان ہاتھ پشت پر اور ناک زمین پر لگی ہوئی ہے۔ ان ڈاکوؤں کی کروفر پیٹ کے مروڑ کی ہوا کی طرح پھر پھر کرتی نکلی جارہی ہے۔ سب کو حیرت ہوئی۔ یہ شیخ معظم c، شاہ عبدالرحیم دہلوی c کے دادا اور شاہ ولی اللہ c کے پردادا ہیں۔ غرض یہ خاندان اپنے علم وفضل، بہادری وجرأت، مردانگی وشجاعت میں اپنے اندر شان فاروقی کا مکمل پرتو لئے ہوئے تھا۔ صدیقی، وسادات (علوی) خاندانوں میں رشتہ وتعلق نے ان کی عظمتوں کو سہ آتشہ کردیا تھا۔

حضرت شاہ عبدالرحیم c کے والد گرامی شیخ وجیہ الدین c:

آپ بھی تقویٰ وشجاعت کے پہاڑ تھے۔ دو پارے یومیہ تلاوت کا معمول تھا۔ جس میں ناغہ کو بالکل دخل نہ تھا۔ تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ حالت جنگ میں بھی اپنے گھوڑا کو دشمن کی فصل میں نہ چرنے دیتے تھے۔ قلت طعام وکلام اور اختلاط عوام سے پرہیز کو شعار بنا رکھا تھا۔ فنون سپہ گری میں ماہر گردانے جاتے تھے۔ عالمگیر بادشاہ کی فوج میں شامل رہ کر ان کی پوری مدد کی۔ جب فتح ہوئی تو عالمگیر نے منصب میں اضافہ کیا۔ آپ نے کمال استغناء سے قبول نہیں کیا۔ شاہ عبدالرحیم c نے اپنے والد کی قوت قلبی، بلند ہمتی، اعلیٰ حوصلگی، مہم جوئی اور خطر پسندی کے متعدد واقعات اپنے بیٹے شاہ ولی اللہ c سے بیان کئے۔ جو حضرت شاہ ولی اللہ c نے مآثر الاجداد میں بیان فرمائے ہیں۔

شاہ عبدالرحیم c کے والد شیخ وجیہ الدین c کی شادی شیخ رفیع الدین محمد c کی دختر نیک اختر سے ہوئی۔ اس سے دو فرزند ہوئے۔ ایک شاہ عبدالرحیم c اور دوسرے شیخ ابوالرضا محمد c، مؤخر الذکر بڑے تھے۔ اپنے تایا ابوالرضا محمد کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ وہ بڑے عالم تھے اور زیادہ تر ان کے علوم وہبی تھے اور وہ امام الطریقت والحقیقت تھے۔ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی c اور سیدنا علی المرتضیٰؓ سے محبت خاص اور مناسبت بالاختصاص کا درجہ حاصل تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ c اپنے تایا حضور کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ وہ قوی العلم، فصیح اللسان، عظیم الورع، وسیع المعرفت تھے۔ زیبا صورت، دراز قامت، رنگ گورا، نرم کلام تھے۔ جمعہ کے بعد وعظ فرماتے جو تین حدیثوں کی تشریح پر مبنی ہوتا تھا۔ لوگوں کا بیان میں خاصا اجتماع ہو جاتا تھا۔ پہلے ہر فن کی ایک ایک کتاب کا شاگردوں کو سبق دیتے تھے۔ آخر میں صرف بیضاوی شریف اور مشکوٰۃ شریف پڑھاتے تھے۔ پابند سنت اور مستجاب الدعوات تھے۔ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ ۱۷محرم ۱۱۰۱ھ کو وصال فرمایا۔ (انفاس العارفین ص۱۵۵)

شاہ عبدالرحیم دہلوی c:

شاہ عبدالرحیم دہلوی c کی ۱۰۵۴ھ مطابق ۱۶۴۴ء میں پیدائش ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی شیخ وجیہ الدین c سے حاصل کی۔ شرح عقائد وخیالی وغیرہ اپنے برادر بزرگ شیخ ابوالرضا محمد c سے پڑھیں۔ میر زاہد کتاب تین چار صدی سے اس وقت تک ہمارے درس نظامی کا حصہ ہے۔ اس کے مؤلف مولانا میرزاہد ایسے فاضل سے بھی شاہ عبدالرحیم c نے شرف تلمذ حاصل کیا۔ شرح مواقف وغیرہ تک تمام کتب مولانا میر زاہد سے

پڑھیں۔ علامہ میر زاہد ہروی کی تین کتابیں حاشیہ شرح مواقف، حاشیہ شرح تہذیب اور حاشیہ رسالہ قطبیہ ایک زمانہ تک درس نظامی کا حصہ رہے۔ آپ کی وفات ۱۱۰۱ھ بمقام کابل ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ c کے صاحبزادہ شیخ عبداللہ c، المعروف خواجہ خورد سے بھی کتابیں پڑھیں۔ خواجہ خورد شیخ رفیع الدین c کے شاگرد تھے جو شاہ عبدالرحیم c کے نانا ہیں۔ ایک دن حضرت خواجہ خورد c سے شاہ عبدالرحیم c نے بیعت کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ مولانا سید آدم بنوری c کے کسی خلیفہ سے آپ بیعت کریں۔ شاہ عبدالرحیم c نے سید عبداللہ اکبر آبادی c کا نام لیا جو حضرت سید آدم بنوری c کے خلفاء میں سے تھے۔ خواجہ خورد c نے فرمایا کہ بہت غنیمت ہیں۔ چنانچہ ان سے بیعت ہوئے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے اعمال واشغال مکمل فرمائے۔ پھر شیخ ابوالقاسم اکبر آبادی c سے بھی کسب فیض کیا۔ سلسلہ چشتیہ کی خلافت آپ کو حضرت شیخ عظمت اللہ بن عبداللطیف المتوکل اکبر آبادی c سے حاصل ہوئی۔ شاہ عبدالرحیم c دہلی کے نامور اور ممتاز مشائخ میں سے تھے۔ انہیں علوم شریعت اور اسرار طریقت سے بڑا حصہ ملا اور صوفیاء میں وہ بہت مقام کے حامل شمار ہوتے تھے۔ آپ کے زہد، ورع، حسن اخلاق، تواضع وانکساری فضل وکمال پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کی جس جماعت نے تدوین کی ان میں حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی c بھی شامل تھے۔ بعض رفقاء کے رویہ کے باعث پھر اس عمل سے علیحدگی اختیار کر لی۔ حضرت شاہ عبدالرحیم c روزانہ ایک ہزار بار درود شریف، ایک ہزار بار نفی واثبات، بارہ ہزار بار اسم ذات کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اپنے بڑے بھائی ابوالرضا محمد c کے وصال کے بعد مشکوٰۃ شریف، بیضاوی شریف، اور غنیۃ الطالبین کو سامنے رکھ کر وعظ فرمایا کرتے تھے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی c نے دو عقد کئے۔ عقد اول سے ایک صاحبزادہ صلاح الدین c پیدا ہوئے جو ابتدائے جوانی میں وصال فرما گئے۔ دوسرا عقد شیخ محمد پھلتی صدیقی کی صاحبزادی سے ہوا۔ جن سے دو صاحبزادے تولد ہوئے۔ حضرت شاہ ولی اللہ c اور شاہ اہل اللہ c۔

حضرت شاہ عبدالرحیم c نے ۷۷ سال کی عمر میں آخری رمضان کے روزے رکھے۔ شوال میں بیمار ہوئے۔ طبیعت سنبھل گئی۔ لیکن پھر صفر میں مرض نے عود کیا۔ ۱۲ ر صفر ۱۱۳۱ھ مطابق ۱۷۱۸ء کو تہجد کے بعد حالت ضعف طاری ہوئی۔ بار بار پوچھتے کہ فجر کا ٹائم ہو گیا۔ حاضرین عرض کرتے ابھی دیر ہے۔ جب آپ کا وقت قریب آیا تو حاضرین سے فرمایا کہ تمہاری نماز کا وقت نہیں آیا تو ہماری نماز کا وقت آ گیا۔ فرمایا مجھے قبلہ رخ کر دو۔ اس وقت اشارہ سے نماز پڑھی۔ حالانکہ ابھی وقت نماز کے شروع ہونے میں شک تھا۔ نماز سے فارغ ہوئے اور اسم ذات کے ذکر میں مشغول ہو گئے اور اللہ رب العزت کا نام لیتے لیتے اللہ کے حضور حاضر ہو گئے۔ (رود کوثر ص ۵۳۹)

پر شیخ محمد اکرام نے لکھا ہے کہ شاہ عبدالرحیم کی حضرت مجدد الف ثانی c کے ایک پوتے شیخ عبدالواحد المعروف شاہ گل متخلص بہ وحدت سے گہری دوستی اور یارانہ تھا۔ ایک دوسرے سے ملاقاتوں کے علاوہ خط و کتابت کا بھی ربط تھا۔ شیخ عبدالواحد مجددی سرہندی c اور شاہ عبدالرحیم دہلوی c، دونوں بزرگ دہلی میں رہتے تھے اور اکثر ملاقاتیں ہوتی رہتیں۔ شاہ عبدالرحیم دہلوی حضرت مجدد صاحب کے خلیفہ مولانا سید آدم بنوری c کے خلیفہ سید حافظ عبداللہ صاحب c سے بھی بیعت تھے۔ حضرت مجدد صاحب c سکہ بند حنفی تھے۔ خود شاہ عبدالرحیم دہلوی c فتاویٰ عالمگیری کی تدوین میں بھی شریک رہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ c نے خود انفاس العارفین میں لکھا کہ قبلہ والد صاحب اکثر مسائل میں فقہ حنفی پر کاربند تھے۔ بعض مسائل میں وہ توسع کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز کی اصول حدیث کی کتاب ''عجالہ نافعہ'' کی شرح ''فوائد جامعہ'' میں ڈاکٹر پروفیسر مولانا محمد عبدالحلیم چشتی نے آپ کا شمار محدثین حنابلہ میں کیا ہے۔ (جاری ہے)

حضرت اقدس مولانا میاں مسعود احمد (دین پور شریف) کی مدرسہ میں آمد

چناب نگر... خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف کا حلقۂ ارادت سرگودھا، خوشاب، بھیرہ اور ان کے مضافات میں بہت ہی وسیع ہے جو بانی خانقاہ دین پور شریف حضرت مولانا خلیفہ غلام محمد دین پوری نور اللہ مرقدہ سے چلا آ رہا ہے، حسب معمول بڑے حضرتؒ سے لے کر سیدی وسندی حضرت اقدس قبلہ وکعبہ مولانا میاں مسعود احمد صاحب مدظلہ (سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ دین پور شریف) تک تقریباً ہر سال اپنے متوسلین و متعلقین کے تشریف لے جانے کا معمول چلا آ رہا ہے۔ امسال بھی جمادی الاخریٰ کے وسط سے آخر جمادی الاخریٰ تک بہاولپور، ملتان، چیچہ وطنی، لاہور، سرگودھا سے ہوتے ہوئے چناب نگر کے مدرسہ عربیہ ختم نبوت میں بھی تشریف لائے الحمدللہ! ثم الحمدللہ! تین رات قیام فرمایا اور تینوں راتیں مجالس ذکر بھی منعقد ہوئیں، یوں محسوس ہوتا تھا کہ مدرسہ میں موسم بہار آ گئی ہے، طلبا و اساتذہ اور چنیوٹ و چناب نگر کے حضرات حضرت کی زیارت اور شرف صحبت سے خوب بہرہ مند ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حضرت دامت برکاتہم کی صحت اور دینی خدمات میں زیادہ سے زیادہ برکت رکھیں اور مستفیدین کو خوب استفادہ کی توفیق بخشیں۔ آمین ثم آمین۔

جو شخص صرف رکوع پر قادر نہ ہو، لیکن قیام اور سجدہ کرسکتا ہو اس کا حکم:

س ۶:...... جو شخص نماز میں قیام کرسکتا ہے اور سجدہ بھی کرسکتا ہے، لیکن رکوع نہیں کرسکتا تو اسے کس طریقہ سے نماز پڑھنی چاہیے؟

ج:...... ایسا شخص کھڑے ہوکر نماز پڑھے اور کھڑے کھڑے سر کے اشارہ سے رکوع کرے، یعنی سر ذرا سا جھکادے، پھر باقاعدہ سجدہ کرے، اشارہ سے رکوع کرنے کی اجازت اس صورت میں ہے جب کہ وہ اپنی کمر سے ذرا بھی جھکنے پر قادر نہ ہو، اور اگر وہ اس قدر جھک سکے کہ ہاتھوں کی انگلیاں گھٹنوں تک پہنچ جائیں تو اس صورت میں محض سر کے اشارہ سے رکوع ادا نہ ہوگا، باقاعدہ رکوع کرنا ہوگا، جتنا بھی ہوسکے۔

(۱) اذا تعذر الرکوع دون السجود غیر واقع أه ای لأنه متی عجز عن الرکوع عجز عن السجود نهر. قال ح: أقول علی فرض تصوره ینبغی أن لا یسقط لأن الرکوع وسیلة الیه ولا یسقط المقصود عند تعذر الوسیلة، کما لم یسقط الرکوع والسجود عند تعذر القیام. (الدر المختار مع الشامیة ۲/۹۷)

ومنها الرکوع بحیث لو مدیدیه نال رکبتیه کذا فی السراج. وفی شرح المنیة: هو طاطاة الرأس أی خفضه، لکن مع انحناء الظهر. (الدر المختار مع الشامیة، ۱/۴۴۷)

جو شخص صرف سجدہ پر قادر نہ ہو اس کا حکم:

س ۷:...... جو شخص نماز میں قیام کرسکتا ہے اور رکوع بھی کرسکتا ہے، لیکن سجدہ نہیں کرسکتا، نہ زمین پر نہ کرسی کے سامنے میز پر، تو اس کو کس طریقہ سے

کرسی پر نماز کے مسائل

قسط:۳

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

نماز پڑھنی چاہیے؟

ج:...... ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ قیام کے وقت باقاعدہ کھڑے ہوکر ہی قرأت کرے اور باقاعدہ رکوع بھی کرے اور سجدہ زمین پر بیٹھ کر سر کے اشارے سے کرے، اور اگر قیام کی حالت ہی میں سر کے اشارے سے سجدہ کرلے تو یہ بھی جائز ہے لیکن زمین پر بیٹھ کر اشارہ کرنا افضل ہے، زمین پر بیٹھ کر سجدہ کا اشارہ کرنے کے بعد کسی خاص مشقت کے بغیر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہوسکتا ہو تو دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح پڑھے اور اگر بیٹھ کر اُٹھنے میں مشقت زیادہ ہو تو باقی نماز بیٹھ کر اشارے ہی سے پوری کرلے، اور اگر کرسی پر بیٹھ کر اشارہ سے سجدہ کرلے تو بھی جائز ہے، البتہ زمین پر بیٹھ کر سجدہ کے لئے اشارہ کرنا بہتر ہے۔

جو شخص قیام پر قادر ہو، لیکن رکوع وسجدہ پر قدرت نہ ہو اس کا حکم

س:۸...... جو شخص نماز میں قیام پر قدرت رکھتا ہو، لیکن رکوع وسجدہ پر قدرت نہ رکھتا ہو، اُسے کس طریقہ سے نماز پڑھنی چاہیے؟

ج:...... ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ قیام کے وقت باقاعدہ کھڑے ہوکر ہی قراءت کرے، رکوع اور سجدہ زمین پر بیٹھ کر اشارے سے کرے، سجدہ میں سر کو رکوع سے زیادہ جھکائے، اور اگر قیام کی حالت ہی میں سر کے اشارے سے رکوع اور سجدہ کرلے تو یہ بھی جائز ہے لیکن زمین پر بیٹھ کر اشارہ کرنا افضل ہے۔

(وان تعذرا) لیس تعذرهما شرطا بل تعذر السجود کاف (لاالقیام أومأ) (قاعدا) وهو أفضل من الایماء قائما لقربه من الأرض (ویجعل سجوده أخفض من رکوعه) لزوما... ولو یصلی قائما برکوع وقعود أو ما بالسجود أجزاه، والأول أفضل (الدر المختار مع الشامیة، ۲/۹۷)

(۲) اس کا حوالہ سوال نمبر۷ کے جواب کے حاشیہ میں گزر چکا ہے۔

زمین پر بیٹھ کر سجدہ کا اشارہ کرنے کے بعد کسی خاص مشقت کے بغیر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہوسکتا ہو تو دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح پڑھے جس طرح کرسی پر نماز پڑھنے میں کھڑا ہونا آسان ہوتا ہے، اور اگر زمین پر بیٹھ کر اُٹھنے میں مشقت زیادہ ہو تو باقی نماز بیٹھ کر اشارے ہی سے پوری کرلے، اور اگر کسی نے اس صورت میں کرسی پر بیٹھ کر رکوع اور سجدہ اشارہ سے ادا کرلیا تو یہ بھی جائز ہے تاہم زمین پر بیٹھ کر اشارہ سے رکوع وسجدہ کرنا بہتر ہے۔

جو شخص قیام اور رکوع پر قادر ہو، لیکن سجدہ پر قادر نہ ہو اس کا حکم:

س ۹:...... جو شخص نماز میں قیام اور رکوع کرنے کی قدرت رکھتا ہو، لیکن سجدہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا تو اس کو کس طرح نماز پڑھنی چاہیے؟

ج:...... ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ قیام کے وقت باقاعدہ کھڑے ہوکر ہی قراءت کرے اور

باقاعدہ رکوع بھی کرے اور سجدہ زمین پر بیٹھ کر اشارے سے کرے، اور اگر قیام کی حالت ہی میں سر کے اشارے سے سجدہ کرلے تو یہ بھی جائز ہے لیکن زمین پر بیٹھ کر اشارہ کرنا افضل ہے، اور یہ بھی جائز ہے کہ کرسی کی نشست کے برابر یا اس سے معمولی اُونچی چیز پر سر لگا کر سجدہ کرلے کیونکہ یہ بھی اشارہ کے حکم میں ہے، حقیقی سجدہ نہیں ہے، پھر زمین پر بیٹھ کر سجدہ کا اشارہ کرنے کے بعد کسی خاص مشقت کے بغیر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہوسکتا ہو تو دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح پڑھے اور اگر بیٹھ کر اُٹھنے میں مشقت زیادہ ہو تو باقی نماز بیٹھ کر اشارے ہی سے پوری کرلے۔

جو شخص قیام اور رکوع پر قادر نہ ہو لیکن سجدہ کرسکتا ہو اس کا حکم:

س ۱۰:...... جو شخص قیام اور رکوع کرنے کی قدرت نہیں رکھتا، البتہ باقاعدہ سجدہ کرسکتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

ج:...... ایسے شخص کو زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنی چاہیے اور باقاعدہ زمین پر سجدہ کرنا چاہیے، بلاوجہ کرسی پر نماز نہیں پڑھنی چاہیے، لیکن اگر وہ زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی قدرت نہیں رکھتا، بلکہ عذر اور تکلیف کی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے تو اگر وہ زمین پر اُتر کر سجدہ کرسکتا ہے تو اُتر کر زمین پر سجدہ کرنا ضروری ہے، پھر کرسی پر بیٹھے، کرسی کے سامنے تختہ یا میز پر سجدہ نہ کرے، کیونکہ یہ حقیقی سجدہ نہیں ہے۔

جو شخص قیام، رکوع اور سجدہ تینوں پر قادر نہ ہو اس کا حکم:

س ۱۱:...... جو شخص بیماری یا کمزوری یا بڑھاپے کی زیادتی کی وجہ سے نماز میں قیام، رکوع اور سجدہ تینوں پر قدرت نہ رکھتا ہو تو کیا اس کے لئے زمین یا تخت یا کرسی پر نماز پڑھنا اور اشارہ سے رکوع وسجدہ کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... جو شخص نہ قیام پر قادر ہو اور نہ رکوع وسجدہ پر، تو اس کو اختیار ہے، خواہ زمین پر یا تخت پر یا چارپائی پر یا کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھے اور سر کے اشارہ سے رکوع اور سجدہ ادا کرے، اور سجدہ میں سر کو رکوع سے زیادہ جھکائے۔

من تعذر عليه القيام صلى قاعداً كيف شاء أي كيف تيسر له بغير ضرر من تربع أو غيره امداده وان تعذر أومأ قاعداً ويجعل سجوده أخفض من ركوعه لزوماً ولا يرفع الى وجهه شيئا يسجد عليه (الدر المختار ۲/ ۹۷، ۹۸) ہو تو یہ اولیٰ ہے۔

بیٹھ کر نماز پڑھنے والا کس طرح بیٹھے؟

س ۱۲:...... جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی قدرت نہیں رکھتا، جس کی وجہ سے وہ بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کو نماز ادا کرنے کے لئے کس طرح بیٹھنا چاہیے؟

ج:...... ایسے شخص کے لئے بیٹھنے کی کوئی خاص صورت و ہیئت لازم اور ضروری نہیں، جس طرح سہولت ہو اس طرح بیٹھ کر نماز ادا کرسکتا ہے، خواہ اس طریقہ سے بیٹھے جیسے عورت التحیات میں بیٹھتی ہے یا اگر آلتی پالتی مار کر بیٹھنا آسان ہو تو اس طرح بیٹھ جائے، اور اگر بآسانی التحیات میں بیٹھنے کی حالت میں بیٹھ سکتا ہو تو بیٹھ جائے۔

جو شخص زمین پر سجدہ نہیں کرسکتا لیکن میز پر سجدہ کرسکتا ہے، اس کا حکم:

س ۱۳:...... ایک شخص زمین پر بیٹھ کر اور زمین پر سر لگا کر سجدہ نہیں کرسکتا، البتہ چوکی یا چارپائی یا کرسی پر بیٹھ کر اور سامنے میز رکھ کر اس پر سجدہ کرسکتا ہے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

ج:...... ایسے شخص کو زمین یا تخت یا چوکی یا چارپائی یا کرسی پر بیٹھ کر اشارہ سے نماز ادا کرنی چاہیے، البتہ زمین پر بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنا بہتر ہے، کرسی پر بیٹھ کر سامنے میز یا تختہ پر سجدہ کرنا ضروری نہیں ہے، تاہم اگر کسی عذر کی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے اور سامنے کرسی کی نشست کے برابر یا اس سے معمولی اُونچی چیز پر سر لگا کر سجدہ کرلے تو یہ بھی جائز ہے بلکہ حقیقی سجدہ کی ہیئت سے کچھ زیادہ قریب ہونے کی وجہ سے بہتر ہے۔

جو شخص زمین پر سجدہ نہیں کرسکتا اور میز یا اسٹول میسر نہ ہو، اس کا حکم:

س ۱۴:...... ایک شخص زمین پر بیٹھ کر اور زمین پر سر لگا کر سجدہ نہیں کرسکتا، اور وہ ایسی جگہ ہے جہاں میز یا اسٹول یا کوئی اور چیز، جس پر سجدہ کرسکے، میسر نہ ہو، مثلاً دورانِ سفر راستہ کی مسجد میں صرف کرسی دستیاب ہے، میز وغیرہ نہ ہو تو اس شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

ج:...... اس کو چاہیے کہ زمین پر بیٹھ کر اشارہ سے سجدہ کرے اور اگر زمین پر بیٹھنا مشکل ہو تو صرف کرسی پر بیٹھ کر سر کے اشارے سے سجدہ ادا کرلے، کیونکہ جب نمازی حقیقی سجدہ ادا کرنے سے عاجز ہو تو اشارہ سے سجدہ کرنا کافی ہے۔

من تعذر عليه القيام لمرض ... صلى قاعداً كيف شاء أي كيف تيسر له بغير ضرر من تربع أو غيره ... لأنه ايسر على المريض، قال في البحر: ولا يخفى ما فيه، بل الأيسر عدم التقييد بكيفية من الكيفيات، فالمذهب الأول اه وذكر قبله أنه في حالة التشهد يجلس كما يجلس للتشهد بالاجماع اه، أقول: ينبغي أن يقال: ان كان جلوسه كما يجلس للتشهد أيسر عليه من غيره أومساوياً لغيره كان أولى (الدر المختار مع الرد ۲/ ۹۷)

ومن العجز الحكمي ايضاً مالو خرج

بعض الولد وتخاف خروج الوقت تصلي بحيث لا يلحق الولد ضرر، وما لو خاف العدو لو صلى قائما أو كان في خباء لا يستطيع أن يقيم صلبه وان خرج لايستطيع الصلاة لطين أو مطر، ومن به أدنى علة فخاف ان نزل عن المحمل بقي في الطريق يصلي الفرض في محمله وكذا المريض الراكب الا اذا وجد من ينزله بحر (الشامية، ۲:۹۶)

مريض تحته ثياب نجسة، وكلما بسط شيئا تنجس من ساعته صلى على حاله وكذا لو لم يتنجس الا أنه يلحقه مشقة بتحريكه. (الدر المختار، ۲:۱۰۳)

پھر بعد میں ایسی نماز کو لوٹانا ضروری نہیں ہے۔

فلو لم يقدر المريض على التحول الى القبلة بنفسه ولا بغيره صلى كذلك ولا اعادة عليه بعد البرء في ظاهر الجواب كما لو عجز عن الأركان بدائع وتمامه في البحر، ولا يعيد اى في سقوط الشرائط أو الأركان لعذر سماوي وفي البحر عن القنية: ولو اعتقل لسانه يوما وليلة فصلى صلاة الأخرس ثم انطلق لسانه لا تلزمه الاعادة. (شامية، ۲:۱۰۰)

جو شخص زمین پر سجدہ نہیں کرسکتا اور نو اِنچ سے زیادہ اونچی میز ملتی ہے، اس کا حکم:

س۱۵:...... جو شخص زمین پر بیٹھ کر اور زمین پر سر لگا کر سجدہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا، البتہ نو اِنچ سے کم اونچی میز پر سر لگا کر سجدہ کرسکتا ہے، لیکن ایسی میز اس کو میسر نہیں، بلکہ اس سے اونچی میز میسر ہے، جیسے بعض مرتبہ مسجد میں یا ہوائی جہاز کے سفر میں یہ صورتحال پیش آتی ہے، تو ایسا معذور آدمی کیا کرے؟

ج:...... ایسا شخص یا تو سر کے اشارے سے سجدہ کرے یا مذکورہ میز ہی پر سجدہ کرلے، کیونکہ مذکورہ میز پر سجدہ کرنا اشارہ سے سجدہ کرنا ہے، جو حقیقی سجدہ نہیں ہے، اور جس طرح حقیقی سجدہ نہ کرسکنے کی صورت میں اشارہ سے سجدہ کرنا کافی ہے، اسی طرح حکماً معذور ہونے کی صورت میں بھی اشارہ سے سجدہ کرنا کافی ہے، اور ذکر کردہ صورت تعذّرِ حکمی میں داخل ہے۔ اس کا حوالہ سوال نمبر (۱۴) کے جواب کے حاشیہ میں گزر چکا ہے۔

جو شخص اکیلے نماز پڑھنے میں قیام، رکوع اور سجدہ کرسکتا ہو، مگر جماعت کے ساتھ نہیں کرسکتا، اس کا حکم:

س۱۶:...... جو شخص اکیلے نماز پڑھنے کی صورت میں قیام، رکوع اور سجدہ کرنے کی قدرت رکھتا ہو، لیکن جماعت کی صورت میں قادر نہ ہو تو کیا اس کے لئے کرسی یا زمین پر بیٹھ کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا جائز ہے؟

ج:...... قیام، رکوع اور سجدہ نماز کے فرائض میں سے ہیں، اور جماعت سے نماز ادا کرنا ایک قول کے مطابق سنت مؤکدہ اور دوسرے قول کے مطابق واجب ہے، اور فرض کی ادائیگی واجب کی ادائیگی پر مقدم ہے، لہٰذا جو شخص گھر میں اکیلے نماز پڑھنے کی صورت میں یہ فرائض ادا کرسکتا ہو، لیکن مسجد وغیرہ میں جاکر جماعت میں شامل ہونے کی صورت میں ان فرائض کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو وہ جماعت سے نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں نہ جائے، بلکہ گھر میں رہ کر قیام، رکوع اور سجدہ کے ساتھ نماز ادا کرے، جماعت میں شامل ہوکر ان فرائض کو ترک کرنا جائز نہیں۔

فلو ان المريض اذا صلى في بيته يستطيع القيام واذا خرج الى الجماعة لا يستطيع القيام يصلي في بيته قائما، قال شمس الأئمة الأوزجندي: يخرج الى الجماعة لكن كبر قائما ثم يقعد ثم يقوم عند الركوع والأول أصح وبه يفتي (خلاصة الفتاوى، ۱:۱۹۷) وجهه أن القيام فرض بخلاف الجماعة، وبه قال مالك والشافعي، خلافا لأحمد بناء على أن الجماعة فرض عنده، وقيل يصلي مع الامام قاعدا عندنا لأنه عاجز اذ ذاك... وما مشى عليه الشارح تبعا للنهر جعله في الخلاصة أصح وبه يفتى. قال في الحلية: ولعله أشبه لأن القيام فرض فلايجوز تركه للجماعة التي هي سنة بل يعد هذا عذرا في تركها. (شامية، ۱:۴۲۶)

باجماعت نماز پڑھنے کی صورت میں کرسی کے سامنے میز رکھنا ممکن نہ ہو، اس کا حکم

س۱۷:...... جو شخص معذور ہے اور وہ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے سے عاجز ہے، اور زمین پر بیٹھ کر بھی سجدہ کرنے سے عاجز ہے، لیکن تنہا نماز پڑھے تو کرسی یا تخت وغیرہ پر بیٹھ کر اور سامنے میز رکھ کر باقاعدہ سجدہ کرسکتا ہے، لیکن مسجد میں کرسی تو ہوتی ہے مگر سامنے میز نہیں ہوتی، تو کیا میز پر سجدہ کرنے کے لئے جماعت کو چھوڑ سکتا ہے؟

ج:...... ایسے شخص کو چاہئے کہ مسجد میں باجماعت ہی نماز ادا کرے اور زمین پر بیٹھ کر سر کے اشارے سے سجدہ کرے، اگر کسی عذر کی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس صورت میں بھی سر کے اشارے سے سجدہ کرے، سامنے کی میز پر سجدہ کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ میز پر سجدہ کرنا بھی اشارہ ہی کے حکم میں ہے حقیقی سجدہ نہیں ہے۔ (جاری ہے)

عقیدۂ ختم نبوت اور اسلوبِ قرآن

مولانا عبدالرؤف، مبلغ ختم نبوت کراچی

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی مرضیات اور منہیات اپنے بندوں تک پہنچانے کے لئے نبوت و رسالت کا سلسلہ شروع فرمایا۔ اس سلسلہ کی پہلی کڑی حضرت آدم علیہ السلام اور آخری کڑی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

رسول اور نبی کا انتخاب اللہ تعالیٰ ہی کرتے ہیں، کوئی شخص بھی اپنی عبادات، ریاضات اور مجاہدات کی بنا پر نہ کبھی رسول بنا ہے اور نہ ہی بن سکتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں اس عظیم منصب سے سرفراز فرماتے ہیں اور ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے صرف نبوت نہیں بلکہ ختم نبوت کا عظیم منصب عطا فرمایا ہے اور ختم نبوت کے عقیدہ کو ہمارے ایمان کا جزو لازم قرار دیا ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم نے اس عقیدہ کو کس اسلوب اور انداز سے بیان کیا ہے۔

پہلا اسلوب:

قرآن کریم کی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی تصدیق اور ان پر ایمان لانا کچھ ہمارے لئے لازم قرار دیا ہے، لیکن اب نجات آخرت کا مدار صرف خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے اور انہی کی شریعت قابل قبول ہے۔ نیز قرآن کریم میں جہاں کہیں انبیاء علیہم السلام کی کتابوں اور ان کی وحی کی تصدیق کا حکم صادر ہوا ہے تو ہر مقام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے انبیاء کی وحی کا ذکر تو ملتا ہے لیکن بعد میں کسی نبی کے آنے کی خبر کہیں بھی نہیں ہے، حالانکہ یہ امر تو زیادہ ضروری تھا کہ بعد میں آنے والے نبیوں کی تصدیق کا حکم دیا جاتا، بنسبت اس کے کہ گزشتہ انبیاء کا ذکر کیا، جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کو نبی نہیں بنایا جائے گا، اگر کسی اور کو نبوت ملتی تو اس کا ذکر بھی ہوتا اور ضرور ہوتا۔ ذیل میں اس مضمون سے متعلق کچھ آیات ذکر کی جاتی ہیں:

"یٰا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ." (المائدہ:۵۹)

ترجمہ: "اے اہل کتاب! تمہیں اس کے سوا ہماری کون سی بات بُری لگتی ہے کہ ہم اللہ پر اور جو کلام ہم پر اتارا گیا اس پر اور جو پہلے اتارا گیا تھا اس پر ایمان لے آئے ہیں۔"

"یُؤْمِنُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ." (البقرہ:۴)

ترجمہ: "وہ (ایمان والے) اس (وحی) پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ پر اتاری گئی اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری گئی۔"

"یٰا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا آمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتَابِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتَابِ الَّذِيْ أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ" (النساء:۱۳۶)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ پر ایمان رکھو اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر اتاری اور ہر اس کتاب پر جو اس سے پہلے اتاری تھی۔"

"لٰكِنِ الرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ" (النساء:۱۶۲)

ترجمہ: "البتہ ان (بنی اسرائیل) میں سے جو لوگ علم میں پکے ہیں اور مومن ہیں وہ اس کلام پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو (اے پیغمبر!) آپ پر نازل کیا گیا اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا تھا۔"

"وَلَقَدْ أُوْحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ" (زمر:۶۵)

ترجمہ: "حقیقت ہے کہ تم سے اور تم سے پہلے پیغمبروں سے وحی کے ذریعہ یہ بات کہہ دی گئی تھی کہ اگر تم نے شرک کا ارتکاب کیا تو تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے گا اور تم یقینی طور پر سخت نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو جاؤ گے۔"

دوسرا اسلوب:

دوسرا اسلوب اور انداز جو قرآن کریم میں

بیان کیا گیا ہے وہ اس طرح ہے کہ قرآن کریم کی بعض آیات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ماضی کے صیغہ کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کی فہرست میں جن کا شمار ہونا تھا وہ ہو چکا اور زمانہ ماضی میں گزر چکے اب زمانہ مستقبل میں کوئی ایسی شخصیت نہیں آئے گی جسے اس فہرست میں شمار کیا جا سکے۔

ملاحظہ فرمایئے:

”قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ“ (البقرہ:۱۳۶)

ترجمہ: ”مسلمانو! کہہ دو کہ: ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں، اور اس کلام پر بھی جو ہم پر اتارا گیا اور اس پر بھی جو ابراہیم پر اتارا گیا۔“

”قُلْ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ“ (آل عمران:۸۴)

ترجمہ: ”کہہ دو کہ: ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو (کتاب) ہم پر اتاری گئی اور اس (ہدایت) پر جو ابراہیم پر اتاری گئی۔“

”إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ“ (نساء:۱۶۳)

ترجمہ: ”اے پیغمبر! ہم نے آپ کے پاس اسی طرح وحی بھیجی ہے، جیسے نوح اور ان کے بعد دوسرے نبیوں کے پاس بھیجی تھی اور ہم نے ابراہیم، اسماعیل اور اسحٰق کے پاس بھی وحی بھیجی تھی۔“

تیسرا اسلوب:

قرآن کریم کی بعض آیات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ ان کے بعد بھی بہت سے رسول آئے۔ مثلاً جب حضرت آدم اور اماں حوا علیہما السلام کو زمین پر اترنے کا حکم ہوا اور اس کے بعد ان کی اولاد ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا پیغام ان الفاظ میں پہنچایا:

”يَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي“ (اعراف:۳۵)

ترجمہ: ”اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! اگر تمہارے پاس تمہی میں سے کچھ پیغمبر آئیں جو تمہیں میری آیتیں پڑھ کر سنائیں۔“

پھر جب حضرت نوح و ابراہیم علیہما السلام کے زمانہ کا ذکر آیا تو اس کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

”وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ فَمِنْهُمْ مُهْتَدٍ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ○ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَى آثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا“ (الحدید:۲۶،۲۷)

ترجمہ: ”اور ہم نے نوح کو اور ابراہیم کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب کا سلسلہ جاری کیا، پھر ان میں سے کچھ تو ہدایت پر آ گئے اور ان میں سے بہت سے لوگ نافرمان رہے۔“

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

”وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ“ (بقرہ:۸۷)

ترجمہ: ”اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے۔“

ان تینوں آیات مبارکہ میں ”رسل“ جمع کے صیغہ سے معلوم ہوتا ہے ان انبیاء کے بعد بہت سے رسول آئے، لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آیا تو اس طرز بیان کو بدل دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان فرمایا کہ میرے بعد ”رسل“ نہیں بلکہ صرف ایک رسول آئیں گے اور قربان جایئے کہ ان کا نام نامی اسم گرامی بھی بتا دیا۔

”وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ“ (صف:۶)

ترجمہ: ”اور وہ وقت یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا کہ: اے بنو اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا ایسا پیغمبر بن کر آیا ہوں کہ مجھ سے پہلے جو تورات (نازل ہوئی) تھی، میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اس رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہے۔“

تمام مفسرین نے بالاتفاق اس آیت میں احمد سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا ہے، اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی مبعوث ہوئے ہیں اور آپ کا نام محمد بھی ہے اور احمد بھی، جب آپ علیہ السلام کی آمد مسعود ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انداز بیان بھی بدل دیا اور آخری وحتمی اعلان فرما دیا۔

”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ“ (احزاب:۴۰)

ترجمہ: ”مسلمانو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔“

یعنی جس رسول عربی کی بشارت اور اطلاع حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی وہ آ چکے اور آخر سلسلۂ نبوت و رسالت کو مکمل اور ختم کر دیا، اب آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا شخص نبی کے خطاب سے نہیں نوازا جائے گا۔

قرآن کریم کا یہ طریقۂ بیان نبوت کے سلسلہ کی ان کڑیوں کا اجمالی نقشہ تھا جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا۔

چوتھا اسلوب:

قرآن کریم کی ایک آیت جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد تشریف فرما ہوئے ہیں:

"وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ" (آل عمران:۸۱)

ترجمہ: "اور (ان کو وہ وقت یاد دلاؤ) جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ: اگر میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس (کتاب) کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔"

تمام مفسرین حتیٰ کہ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کی بھی یہ رائے ہے کہ اس آیت میں: "ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ" سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی اس آیت سے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں دو میٹنگیں اور دو کانفرنسیں بلائیں۔ ایک عام کانفرنس تھی جس میں تمام مخلوق کی ارواح کو جمع کرکے ان سے اپنی ربوبیت کا اقرار کروایا تھا اور دوسری خاص کانفرنس تھی جس میں صرف انبیاء علیہم السلام کی ارواح کو جمع فرمایا اور ان سے یہ عہد لیا کہ: اے گروہ انبیاء! میں تمہیں کتاب دوں گا اور نبوت ورسالت سے سرفراز کروں گا، پھر تم سب کے بعد ایک ایسے رسول آئیں گے جو تمہاری اور تمہاری کتابوں کی تصدیق کریں گے، اگر آپ میں سے کسی نے ان کا زمانہ پالیا تو ان پر دو کام لازم ہیں: ان پر ایمان لانا، غیر مسلموں سے جہاد کی صورت میں ان کی مدد کرنا۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے اس بات کا اقرار کیا، چنانچہ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف سے نائب بن کر آسمان سے نازل ہوں گے اور اس عہد خداوندی [illegible] کر پورا کریں گے۔

افسوس ہے کہ اس قدر واضح آیات کریمہ کے باوجود بھی مرزا غلام احمد قادیانی اور دیگر بہت سے فتنہ پرور لوگ ان سے روگردانی کرتے ہوئے دنیا کی عارضی لذتوں کو آخرت کی دائمی نعمتوں پر ترجیح دیتے ہیں اور دوسروں کا دین وایمان خراب کرکے ان کے گناہوں کا بوجھ بھی اپنی گردن پر ڈالتے ہیں، حالانکہ دعویٰ نبوت سے پہلے خود مرزا غلام احمد قادیانی بھی اس بات کا اعلان کرتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہیں اور ان تمام آیات کا وہی ترجمہ وتفسیر کرتا تھا جو اہل حق علماء سے منقول ہے۔

ملاحظہ فرمائیے:

"سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔" (مجموعہ اشتہارات، ج:۱، ص:۲۳۰)

اب مرزائی اور قادیانی خود اس بات کا فیصلہ کرلیں کہ مرزا کی دعویٰ نبوت سے پہلے والی بات درست ہے یا دعویٰ کے بعد؟ جو بھی فیصلہ وہ کریں تو ایک صورت میں ضرور جھوٹ لازم آئے گا اور قانون خداوندی ہے کہ جنہیں نبی بنانا ہوتا ہے، انہیں نبوت ملنے سے پہلے بھی گناہوں سے دور رکھتے ہیں اور نبوت ملنے کے بعد بھی اور جھوٹ تو ایک ایسا گناہ ہے جسے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی سب سے پہلی علامت قرار دیا ہے۔ لہٰذا مرزائی اور قادیانی و لاہوری ان آیات مبارکہ پر غور کریں اور اپنے لئے کوئی مشعل راہ تلاش کریں۔ وماتوفیقی الا باللہ۔☆

معراج مصطفیٰ کانفرنس، باندھی

جمعیت علماء اسلام باندھی تحصیل نواب شاہ کے زیر اہتمام ۱۲؍مئی بروز پیر بعد نماز عشاء حسینی چوک میں ایک عظیم الشان معراج مصطفیٰ کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس سے قاری کامران احمد، مولانا عبدالجبار حیدری، مولانا مفتی راشد مدنی، علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو ودیگر علماء کرام نے خطاب فرمایا۔ کانفرنس کی صدارت مولانا عبدالرحیم مینگل نے کی، نگرانی مولانا عبدالعلیم اور مولانا فیض محمد نے کی، جبکہ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد انور نے سرانجام دیے۔ کانفرنس میں باندھی اور گردونواح کے گاؤں دیہات سے کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی جبکہ قاری محمد حسن مورو اور قاری عبدالماجد نے چاناری سے اور مولانا امجد مدنی، قاری عبداللہ فیض، بھائی محمد، مولانا تجمل حسین نے پروگرام میں شرکت کی۔ اس معراج مصطفیٰ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا مفتی راشد مدنی نے عقیدۂ حیات ورفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام پر تفصیلی گفتگو فرمائی اور قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دی اور مسلمانوں کو قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے کی ترغیب دی۔ پروگرام کے آخر میں سامعین میں قادیانی بائیکاٹ پر مبنی پمفلٹ تقسیم کیے گئے۔

قادیانیت نئے رنگ میں

قادیانی کلمہ کی حقیقت!

ڈاکٹر دین محمد فریدی

گزشتہ شمارے میں بندہ نے مرزا قادیانی لعین کے محمد رسول اللہ بننے کے چھ صحیح حوالے نقل کئے، تمام حوالوں کی ذمہ داری مکمل طور پر بندہ پر ہے اگر کسی کو کسی حوالے میں ابہام ہے یا کوئی قادیانی چکر دیتا ہے تو بندہ پیش کرسکتا ہے۔ دراصل یہود و نصاریٰ کی ہمیشہ سے یہ سعی رہی ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت گھٹا دی جائے۔ جب وہ خود کوئی حرکت کرتے تو تمام مسلمان یہود و نصاریٰ کے خلاف دشمن رسول سمجھتے ہوئے متحد ہو جاتے۔ بہت ہی مشوروں کے بعد صیہونی سازش نے یہ حل نکالا کہ مسلمانوں ہی میں سے ایک غدار، مسلمانوں جیسے نام، حرکات و سکنات کا کھڑا کیا جائے، جس سے رفتہ رفتہ دعویٰ کرا کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر قبضہ کرایا جائے، بظاہر وہ مسلمان ہو مگر ان کی باگ ڈور مکمل طور پر ہمارے ہاتھ میں ہو۔ مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کو یہ منصوبہ سپرد کیا گیا جو کہ بااحسن وخوبی یہ کام تقریباً ڈیڑھ سو سال سے سرانجام دے رہے ہیں۔ علماء دین اور دین دار حساس طبقہ اسی وقت سے یہ جدوجہد کررہا ہے کہ مسلمانوں کو یہ باور کرایا جائے کہ یہ طبقہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن یہود و نصاریٰ سے بڑھ کر ہے۔ اتنی توہین کی کبھی جرأت یہود و نصاریٰ کو بھی نہیں ہوئی جتنی توہین یہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر کر جاتا ہے، اس سلسلہ میں علاوہ مناظرے بحث و مباحثے اور کتابوں کے لکھنے کے تین تحریکات، تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء، تحریک ختم نبوت، ۱۹۸۴ء برپا ہوئیں۔ جن میں مسلمانوں نے سردار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس پر ہزاروں جانیں قربان کردیں اور قادیانیوں کو پاکستان ہی نہیں دنیا بھر میں غیر مسلم قرار دلوایا۔ یہ سب صدقہ ہے شہیدان ختم نبوت کے خون کا۔ آیئے اب میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ مرزا کی اولاد اور اس کے ماننے والے مرزا قادیانی لعین کو کس مقام پر بٹھاتے ہیں۔

قادیان میں محمد رسول:

۱:... اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی دوئی (فرق) باقی نہیں کہ ان دونوں کا وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں جیسا کہ خود مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ: ”صار وجودی وجودہ۔“ (دیکھو خطبہ الہامیہ ص:۱۹۱)

اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) میری قبر میں دفن کیا جائے گا، جس سے یہ مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں یعنی مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا تاکہ اشاعت اسلام کا کام پورا کرے اور ”ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ“ کے فرمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کرکے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچا دے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے ”آخرین منھم لما یلحقوا بھم“ میں فرمایا تھا۔ (کلمۃ الفصل، ص:۱۰۴، ۱۰۵، از بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

کمالات نے مرزا کو کہاں پہنچایا:

۲:... ”ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے، کسی کو بہت

کنری، سرکاری پلاٹ پر قادیانیوں کے قبضے کی کوشش ناکام

کنری (نمائندہ خصوصی) شہر کے وسط میں کاروباری مرکز گومنڈی میں واقع قیمتی پلاٹ پر قبضہ کرنے کی کوشش تاجروں اور اہل علاقہ نے ناکام بنادی۔ اس ضمن میں گرین مرچنٹ ایسوسی ایشن کنری کے صدر لالہ افتخار خان اور پیر موسیٰ جان سرہندی کی قیادت میں تاجروں اور شہریوں نے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ انہوں نے الزام عائد کیا کہ قادیانی جماعت کے بعض افراد نے قیمتی سرکاری پلاٹ پر قبضہ کرکے اس پر تعمیر شروع کردی جس پر مارکیٹ کے تاجروں اور اہل علاقہ نے اعتراض کیا اور غیر قانونی تعمیرات کے خلاف مختارکار ریونیو کو درخواست دی تاہم مختارکار نے تعمیراتی کام بند کرادیا۔ انہوں نے الزام عائد کیا کہ اس سے قبل بھی قادیانی جماعت نے محکمہ ریونیو افسران سے ملی بھگت کرکے شہر کے کاروباری مرکز میں کئی ایکڑ قیمتی زمین اپنے نام الاٹ کروائی ہے۔ اس موقع پر پیر موسیٰ جان سرہندی نے کہا کہ قادیانی اس طرح کی حرکات کرکے مذہبی فسادات کروانا چاہتے ہیں..... (روزنامہ اسلام کراچی، ۱۸؍ مئی ۲۰۱۴ء)

اور کسی کو کم، مگر مسیح موعود کو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہوگیا کہ ظلی نبی کہلائے، اس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔"

قادیانی کلمہ کی حقیقت:

۳:... "ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: "صار وجودی وجودہ" کہ ایک مرتبہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا، جیسا کہ آیت "آخرین منھم" سے ظاہر ہے۔ پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے: "اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۵۸ از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

قارئین محترم! آج ہر ناواقف مسلمان مرزائیوں سے یہی دھوکا کھاجاتا ہے کہ دیکھو جی اس نے کلمہ پڑھ لیا ہے، یہ ختم نبوت کے در کر پھر بھی تسلیم نہیں کرتے، یہاں تک کہ مولوی بھی دھوکا کھاجاتے ہیں۔ مرزائی جو کلمہ پڑھتے ہیں اس سے ان کی مراد بعثت ثانی میں مرزا قادیانی لعین محمد رسول اللہ ہوتا ہے، جو کہ بعثت اول سے شان میں بلند تر ہے۔

مرزا قادیانی ملعون آقا نامدار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر کیسے ڈاکہ ڈالتا ہے؟ سنئے اور اگر تجھے پیدا نہ کرتا۔ "لولاک لما خلقت الافلاک" (تذکرہ وحی الہامات ص:۵۲۵ طبع چہارم از مرزا قادیانی)

قارئین کرام! سب جانتے ہیں کہ یہ حدیث قدسی ہے اور اس کے مصداق صرف اور صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جبکہ ملعون مرزا قادیانی اس حدیث کو اپنے اوپر منطبق کرتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ اے مرزا! اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمان و زمین اور جو کچھ اس میں ہے کچھ پیدا نہ کرتا، اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں جس قدر انبیاء کرامؑ اور اولیاء عظامؒ تشریف لائے اور مراتب عالیہ عنایت ہوئے، یہ سب مرزا قادیانی کے طفیل سے ہوا۔ یعنی تمام انبیاء اور اولیاء مرزا قادیانی کے طفیلی اور ذلہ ربا ہیں، قادیانی عقیدہ کے مطابق اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں نعوذ باللہ! قادیانیت دراصل توہین رسالت کا نام ہے، مسلمانوں کے لئے تو منبع ہدایت اور ایمان کی بنیاد آقا نامدار سردار کائنات سرکار مدنی و عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مگر قادیانی کس کس طرح سے مرزا قادیانی لعین کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں، یہ آئندہ پیش کروں گا، میری صرف مسلمانوں سے اپیل ہے کہ اگر ایمان کو بچانا ہے تو قادیانیوں سے میل جول نہ رکھیں چاہے کتنا ہی قریبی دنیاوی رشتہ دار کیوں نہ ہوں، کتنا ہی ادارے کا آفیسر کیوں نہ ہوں، قادیانیت سے نفرت ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔☆☆

مفتی محمد راشد مدنی کا دورہ نواب شاہ

نوابشاہ.... (رپورٹ: بلال خان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا مفتی راشد مدنی صاحب ۱۲ رمئی کی رات نواب شاہ تشریف لائے، نواب شاہ کی قدیمی درس گاہ جامعہ محمدیہ عربیہ میں تشریف لے گئے، جامع مسجد الفتح میں طلبا اور علما سے بیان فرمایا اور طلبا کے سامنے ختم نبوت کورس کی اہمیت اور ضرورت کو اجاگر کیا جامعہ کے مہتمم قاری محمد اسماعیل، مولانا یٰسین، مولانا طارق محمود و دیگر علماء کرام سے ملاقات کی، بعد نماز ظہر بھائی محمد عدیل کی دعوت پر جناح میڈیکل سینٹر کے افتتاح پر دعا کرائی اور ڈاکٹر محمد شریف اعوان اور ڈاکٹر حامد شیخ و دیگر ڈاکٹر حضرات سے ملاقات ہوئی۔

اس کے بعد جامعہ دارالعلوم نواب شاہ تشریف لے گئے، وہاں پر حضرت مولانا مفتی محمد اکمل سے ان کے جواں سال بیٹے کی وفات پر تعزیت کی۔ بعد ازاں جامعہ مدرسہ تفہیم القرآن تشریف لائے اور مدرسہ کے ہال میں علما اور طلبا سے بیان کیا اور ختم نبوت کورس کی اہمیت کو بیان کیا۔

طلبا نے مولانا تجمل حسین مبلغ ختم نبوت نواب شاہ کو اپنے نام نوٹ کروائے، بعد نماز عصر جامع مسجد کبیر نواب شاہ میں "محبت نبوی اور اس کا تقاضا" کے عنوان پر مدلل گفتگو کی۔ بعد نماز عصر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے امیر مولانا انیس کے اصرار پر جامع کوٹ مسجد تشریف لے گئے، جہاں مغرب کی نماز پڑھائی اور نماز کے بعد سامعین سے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کا وعدہ لیا، ان سارے پروگرامات میں مولانا تجمل حسین، مولانا امجد مدنی اور مولانا انیس ہمراہ تھے۔

گزشتہ سال کی طرح
اس سال بھی

حضرت مولانا
محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

کی قائم کردہ تعلیمی و اصلاحی درسگاہ دار العلوم سفینہ مرحبو میں

دورۂ تفسیر قرآن کریم و ردِّ فرقِ باطلہ

بطرز: حضرت مولانا حسین علی واں بھچراں رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مولانا عبد اللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ

مفسر قرآن
حضرت درخواستی کے تلمیذ خاص، علمی و فکری جانشین
حضرت مولانا منظور احمد نعمانی دامت برکاتہم العالیہ
مہتمم مدرسہ عربیہ احیاء العلوم ظاہر پیر رحیم یار خان
بتاریخ ۵ شعبان المعظم تا ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ
بمطابق 4 جون تا 14 جولائی 2014ء

خصوصیات
★ قرآن کریم سمجھنے کیلئے ضروری قواعد و ضوابط ★ قرآن کریم کے بنیادی اصول ★ ہر سورۃ کا موضوع و خلاصہ، ہر رکوع کا خلاصہ اور اس کا ماخذ ★ شانِ نزول، ربط بین الآیات، مشکلاتِ قرآن ★ سیاستِ انبیاء ★ خلافت اسلامیہ کی حقیقت، فرقِ باطلہ کی تردید اور علماء حق کے مسلکِ اعتدال پر روشنی ڈالی جائے گی۔

مدرّسین کیلئے خصوصی نشست
جس میں صرف و نحو و دیگر فنون کی تدریس کا انداز سکھایا جائیگا۔
اس سعادت عظمیٰ میں اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلباء اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات بھی شرکت کرسکتے ہیں۔

نوٹ: طالبات اور خواتین کیلئے بھی دورۂ تفسیر میں شرکت کا انتظام کیا گیا ہے۔

المدّاعی الی الخیر
مولانا محمد طیب لدھیانوی
داخلہ کے خواہشمند حضرات 3 عدد تصاویر، سرپرست کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی اور موسم کے لحاظ سے بستر ہمراہ لائیں

بمقام
دار العلوم سفینہ مرحبو و جامع مسجد خاتم النبیین

گلشن یوسف، پوسٹ آفس سوسائٹی سیکٹر A/13 اسکیم 33 گلزار ہجری کراچی فون
0321-9275680
0321-9264592
021-34647711
www.shaheedeislam.com info@shaheedeislam.com

Regd: SS-160

WOM

Wali Oil Mills Ltd.

A Symbol Of Quality

Wali Oil Mills is proud to serve its customers with a unique blend of health & purity in its all brands.

Pakistan Standards